حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حرم ثالث میں

دختر نیک اختر کی ولادت

احباب جماعت یہ سنکر خوش ہوں گے۔ کہ ۱۳ اپریل بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے حرم ثالث سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کے ہاں دختر نیک اختر متولد ہوئی۔ اس خوشی میں تمام سکولوں میں ایک دن کی تعطیل کی گئی ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنے وجود سے اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر کرتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے متعلق فرمائی ہوئی ہے اور اس طرح مخلصین کے ایمان میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ خاندان حضرت مسیح موعود کے ہر مولود کو اپنی برکات اور رحمتوں کا باعث بنائے اور ان کے وجود دنیا میں انوار الٰہی کے پھیلنے کا ذریعہ بنیں۔ آمین ٭

ابھی معلوم ہوا ہے۔ سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی طبیعت کچھ کمزور ہے۔ ان کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائی جائے ٭

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲ اپریل کے خطبہ جمعہ میں مہاشہ راجپال کے قتل اور اسمبلی میں بم حادثات کے متعلق اظہار خیالات فرمایا

۱۱ و ۱۲ اپریل کی رات کو لوکل انجمن احمدیہ نے عام جلسے منعقد کرکے واقعہ قتل راجپال پر لیکچر کرائے اور آریہ اخبارات اس واقعہ کے ذکر میں اسلام پر جو الزام لگاتے ہیں۔ ان کے خلاف ریزولیوشن پاس کیا ٭

ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور نے مذبح کی اجازت دیدی ہے جس کے لئے ہم ان کے بہت ممنون ہیں ٭

اخبار احمدیہ

مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء کے فیصلے

یہ فیصلے الفضل نمبر ۸۰ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۲۹ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ احباب ان پر عملدرآمد شروع کر دیں۔ مجلس مشاورت کی رپورٹ کے طبع ہو کر پہنچنے کی انتظار نہ کریں۔ گو وہ بھی انشاء اللہ اس دفعہ جلد شائع ہوگی۔

ذوالفقار علی خان ناظر اعلیٰ قادیان۔

قبول اسلام

۳۱۔ مارچ ۱۹۲۹ء کو خاکسار کے ہاتھ پر تین ہندو مولوں نے برضا و رغبت اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ اسلامی نام حسب ذیل رکھے گئے۔ محمود، منور احمد، نصیر۔ خاکسار طلعت حسین خاں احمدی موضع اودھے پور کٹیا۔

چندہ مستورات

ضلع محبوب نگر قصبہ اوٹکور کی مختصر جماعت کی مستورات نے مبلغ ...۱۵ بطور چندہ ارسال کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ خاکسار محمد میاں سیکرٹری مال قصبہ اوٹکور ضلع محبوب نگر

قابل تعریف کامیابی

یہ خدا وند تعالیٰ کا خاص فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کہ برادرم قائم شاہ ڈپٹی پولیس ٹریننگ سکول پھلور میں سب انسپکٹر کلاس کے بڑے تجربہ کار اور ڈگری یافتہ اور پرانے قواعد دانوں میں تمام پنجاب اور فرانٹیئر کے مقابلہ پر اول نمبر رہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ فرانٹیئر پولیس کا ایک نیا بھرتی شدہ نوجوان نہ صرف فرانٹیئر بلکہ پنجاب کے لائق اور بڑے بڑے ڈگری یافتہ اور قانون دانوں کے مقابلہ میں فرسٹ نکلا ہیں چونکہ اس کی ذاتی قابلیت سے واقف ہوں۔ اس لئے یہی کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ یہ کامیابی محض حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہے۔ خاکسار۔

محمد شاہ احمدی۔ از پشاور۔

شکریہ

میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام ان دوستوں کا شکریہ

ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری کامیابی حصول ہیڈ ماسٹری ہائی سکول کے لئے خاص طور پر دعائیں کر کے امداد فرمائی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر یہ مخلصانہ دعائیں میرے ساتھ نہ ہوتیں۔ تو بظاہر حالات میری کامیابی مشکل تھی۔ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت۔ میں اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ پانچ روپے کی حقیر رقم "الفضل" کے فنڈ میں پیش کرتا ہوں۔ دوستوں سے استدعا ہے۔ کہ وہ میری مستقلی کے لئے جو کہ ایک سال کے بعد ہوگی۔ خاص طور پر دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد اقبال حسین ہیڈ ماسٹر ڈی۔ بی۔ ہائی سکول نور محل۔

تلاش گمشدہ

میاں علم دین صاحب احمدی ساکن سلطان کے ضلع گوجرانوالہ کا لڑکا مسمی غلام احمد آٹھ نو ماہ سے کہیں چلا گیا ہے۔ جو اس کے والدین سخت قلق میں ہیں۔ اگر کسی احمدی بھائی کو پتہ لگ سکے۔ تو اطلاع دیں۔ لڑکا خوبصورت گورے رنگ کا ہے

عمر سترہ سال کے قریب ہے۔ قد قریباً ساڑھے چار فٹ۔ ورنیکلر مڈل پاس ہے۔ خاکسار غلام علی مدرس۔ سعد اللہ پور۔ ضلع گوجرات

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کے لئے انسپکٹری کی کوشش بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ حضرت اقدس اور احباب کی دعاؤں سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا ہے۔ احباب سلسلہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار غلام محمد اختر احمدی ٹورسٹ ایڈ وائزر پشاور صدر

۲۔ مولوی فتح علی صاحب دولمیال ضلع جہلم بیمار ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد حسین کاتب۔ قادیان

۳۔ خادم امسال بی۔ اے کے امتحان میں شریک ہوگا۔ تمام بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ خاکسار امیر عالم احمدی۔ پٹیالہ۔

۴۔ بندہ امسال فائنل ایم بی بی ایس کے امتحان میں شامل ہوگا۔ احباب برائے کامیابی دعا فرمائیں۔ نذیر احمد احمدی۔ میڈیکل سٹوڈنٹ آگرہ۔

۵۔ خاکسار کو حصول نمبرداری و حقوق وراثت کے لئے چند ایک مشکلات درپیش ہیں۔ جملہ بزرگان سلسلہ سے استدعا ہے۔ کہ میری کامیابی کے لئے خاص توجہ سے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد الدین احمدی چک ۵۶۵

۶۔ عاجز کا امتحان ۱۵۔ اپریل سے شروع ہوگا۔ میرے ساتھ اور بھی تین احمدی دوست ہیں احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ عاجز محمد حیات احمدی متعلم جے وی کلاس نالہ موسے۔

۷۔ میرے ایک مخلص دوست کا پسر عزیز سعید احمد اور میرے عزیزاں امتحان انٹرنس اور ایف۔ اے میں شامل ہوئے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد افضل ڈیرہ غازیخان

۸۔ بندہ عرصہ چار پانچ ماہ سے بیمار ہے۔ اور بہت مشکلات میں ہے۔ احباب و بزرگان جماعت سے درخواست دعا ہے۔

غلام محمد از خوشاب۔

۹۔ میرا بچہ علیل ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار صوفی محمد عثمان سیکرٹری انجمن احمدیہ کانپور۔

۱۰۔ آج کل مخالفین نے میرے

اخبار الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے متعلق معزز غیر مسلم اصحاب کے خطوط

جن غیر مسلم اصحاب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے متعلق اظہار خیالات کی درخواست کی گئی ہے۔ ان میں سے کئی ایک کی طرف سے بہت مسرت انگیز جواب موصول ہو رہے ہیں۔ اور وہ بڑی خوشی سے مضامین بھیج رہے ہیں۔ ذیل میں چند خطوط کا اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

جناب باوا گوردت سنگھ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر گورداسپور تحریر فرماتے ہیں:۔ "میں دنیا کے مہاپرشوں کا مداح ہوں۔ خواہ وہ کسی قوم اور ملک کے ہوں۔ اور میرے خیال میں وہ تمام دنیا کے مشترکہ بزرگ ہوتے ہیں۔ اور ان کے احسانات اور تعلیم کے لئے ہر ایک انسان کو ممنون ہونا چاہئے۔ ان کی تعلیم اور کارنامہ جات حقیقی معنوں میں تمام دنیا کے انسانوں کے لئے بلا لحاظ مذہب و ملت مشترکہ جائداد ہے۔ جس سے کسی کا محروم ہونا اپنی جائداد اور ورثہ کو ترک کرنا ہے"۔

جناب ڈاکٹر ستیہ پال صاحب لاہور تحریر فرماتے ہیں:۔ "آپ کی یاد آوری کے لئے مشکور ہوں۔ اور ہر وقت ایسی نیک خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ بانی اسلام حضرت محمد صاحب کے متعلق اپنے جذبات عقیدت پیش کرنا اپنے لئے باعث عزت تصور کرتا ہوں ضرور آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا"۔

جناب لالہ رام چند صاحب منچندہ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ پریذیڈنٹ اروڑبنس سبھا لاہور تحریر فرماتے ہیں:۔

"یاد آوری کے لئے اور خصوصاً ایسے تعلق میں ازحد مشکور ہوں۔ میں دل سے چاہتا ہوں۔ کہ ہندو اسلام کی اہم خوبیوں سے واقف ہوں۔ اور مسلم ہندو ازم کی خوبیوں سے۔ اگر اہل علم اسلامی اخوت کے اصول کو ذرا وسعت دیکر انسانی اخوت کے اصول کی تعلیم دیں تو وہ حضرت بانی اسلام کی تعلیم کو پھیلا کر دنیا پر احسان کریں گے۔ اور دنیا بھر میں اسلام کی عظمت بڑھائیں گے۔ موجودہ طریق میری رائے میں غلط ہے۔ اور اس کی وجہ سے بانی اسلام کے متعلق غلط رائے قائم ہو رہی ہے۔ اس کا ذمہ وار نہ تو اسلام ہے۔ اور نہ بانی اسلام۔ بلکہ تنگ خیال لوگ ہیں"۔

جناب لالہ جگن ناتھ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ کبیر والہ ضلع ملتان سے تحریر فرماتے ہیں۔ "میں یہ بخوبی جانتا ہوں۔ کہ ایک بزرگ کی زندگی کا اگر نہایت سادہ طور پر بلا کسی قسم کی مبالغہ آمیز تعریف وغیرہ کے مطالعہ کیا جائے۔ تو اس سے نہایت قیمتی اسباق مل سکتے ہیں۔ میں جو کچھ عرض کروں گا۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ میں حضرت محمد صاحب کا مسلمانوں سے کم مداح ہوں۔ بلکہ میرا دعویٰ ہے۔ کہ میں ان کی زندگی سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہوں اور اٹھاتا ہوں"۔

ان خطوط سے ظاہر ہے۔ کہ غیر مسلم معززین کے اہل علم طبقہ سے بھی مضامین حاصل کرنے میں بڑی کامیابی ہو رہی ہے۔ اور خاتم النبیین نمبر اس لحاظ سے بھی بہت شاندار ہوگا۔ احباب کو اس کی اشاعت بڑھانے کے لئے پوری پوری جدوجہد کرنی چاہئے۔ قیمت ہر تی پرچہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور زیادہ تعداد میں خریدنے والے اصحاب کو کمیشن بھی دیا جائے گا۔ براہ مہربانی جلدی تحریر فرمائیے۔ کہ آپ کو کتنے پرچوں کی ضرورت ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

راجپال کا عبرتناک انجام

ایسے حادثات کے انسداد کی ضرورت

وہ بدزبان اور بدگو انسان جس نے پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے خلاف بدزبانی اور بدگوئی کر کے کروڑوں انسانوں کے قلوب کو خوں فشاں کر دیا تھا۔ ــــــ جسے گورنمنٹ کی طرف سے مقدمہ چلائے جانے اور ماتحت عدالتوں سے سزایاب ہونے کے بعد "عدالت عالیہ" کے ایک جج نے بالکل بری قرار دے دیا تھا۔ آخر کار اپنے عبرتناک انجام کو پہنچ گیا۔ اور کوئی دنیوی طاقت اور قوت اسے بچا نہ سکی۔ یعنے "رنگیلا رسول" کی سی ناپاک اور دلآزار کتاب شائع کرنیوالا مہاشہ راجپال ۶ اپریل بروز ہفتہ بعداز دوپہر لاہور میں اپنی دکان پر قتل ہو گیا ؂

اس واقعہ کے متعلق مفصل حالات اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں۔ اس لئے یہاں ان کے اندراج کی تو ضرورت نہیں۔ اس وقت ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ یہ اپنے رنگ کا پہلا واقعہ نہیں۔ اس سے قبل ایک خاص واقعہ بعینہٖ اسی قسم کا وقوع پذیر ہو چکا ہے۔ اگر اس سے سبق حاصل کیا جاتا۔ اور وہ ناپاک روش جس کے نتیجہ میں اس کا ظہور ہوا تھا۔ ترک کر دی جاتی۔ تو آج قطعاً اس کا اعادہ نہ ہوتا۔ لیکن افسوس! کہ اسے عبرت کی آنکھوں سے نہ دیکھا گیا۔ اور بصیرت کے ساتھ اس پر غور نہ کیا گیا۔ بلکہ شوخی اور شرارت کو جاری رکھا گیا ؂

جس واقعہ کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ وہ پنڈت لیکھرام کے قتل کا واقعہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے عین مطابق وقوع پذیر ہوا۔ یہ پیشگوئی کیوں کی گئی۔ اس کا پتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

"واضح رہے۔ کہ اس شخص (لیکھرام) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے۔ اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں۔ وہ کون مسلمان ہے۔ جو ان کتابوں کو سنے۔ اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ باایں ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص نہایت جاہل ہے۔ عربی سے ذرا مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی۔ جس کا یہ جواب ملا۔" (اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۳ء)

ان سطور سے ظاہر ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام کے متعلق جو پیشگوئی کی گئی۔ اس کی بنا صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنا۔ تحقیر۔ توہین اور دشنام دہی کا مرتکب ہونا تھی۔ اب صاف ظاہر ہے کہ جس وجہ سے پنڈت لیکھرام کا یہ انجام ہوا۔ وہی وجہ جب کسی اور میں پائی جائے۔ تو اس کا انجام بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ مہاشہ راجپال نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت بے ادبی کرنے اور تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی کتاب شائع کرنے میں لیکھرام سے پوری پوری مشابہت حاصل کر لی۔ اس کی گندی اور ناپاک کتاب نے مسلمانوں کے دل و جگر کو جس طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ وہ اس واویلا سے ظاہر ہے۔ جو اس کتاب کی اشاعت اور پھر مہاشہ راجپال کو جسٹس دلیپ سنگھ کے بری کر دینے پر برپا ہوا۔ اب اس بدگو کا انجام ہمارے پیش نظر ہے۔ جس کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے کہ پنڈت لیکھرام سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے :-

(۱) پنڈت لیکھرام پر دن دہاڑے بعد از دوپہر اس کے اپنے مکان پر حملہ ہوا۔ مہاشہ راجپال پر بھی روز روشن میں اس کی اپنی دکان پر جو شارع عام پر واقعہ ہے۔ اور جہاں بکثرت آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ حملہ ہوا۔ چنانچہ ملاپ ۹ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء لکھتا ہے :-

"لاہور ۶ اپریل۔ آج دو بجے بعد دوپہر مہاشہ راجپال پبلشر "رنگیلا رسول" کا دن دہاڑے قتل ہو گیا"۔

(۲) پنڈت لیکھرام کو چھرے سے قتل کیا گیا۔ اور ایسی حالت میں قتل کیا گیا۔ جبکہ اس کے گھر کے آدمی باوجود گھر میں موجود ہونے کے اس کی کچھ مدد نہ کر سکے۔ اور نہ قاتل کو گرفتار کر سکے۔ مہاشہ راجپال کو بھی چھرے سے قتل کیا گیا۔ اور باوجود اس کے کہ بقول آریہ اخبارات اس کے دو ملازم دوکان میں موجود تھے۔ اور ارد گرد کی دکانیں ہندوؤں کی تھیں۔ شارع عام پر آمد و رفت جاری تھی مگر کوئی اس کی امداد کو نہ پہنچ سکا۔ اور قاتل بالفاظ (ملاپ ۹ اپریل) دوکان سے نکل کر بھاگ نکلا ؂

(۳) پنڈت لیکھرام کے پیٹ میں قاتل نے چھرا مارا تھا۔ آریہ اخبارات کے بیان کے رو سے مہاشہ راجپال کے بھی پیٹ میں ہی چھرا لگا۔ چنانچہ ملاپ ۹ اپریل لکھتا ہے :-

"ایک تیز خنجر سے ٹھیک اسی طرح جس طرح پنڈت لیکھرام کے سینہ میں خنجر گھونپا گیا تھا۔ مہاشہ راجپال کے پیٹ کو بھی چاک کر دیا گیا"۔

(۴) پنڈت لیکھرام قتل ہونے سے ایک دن ہی پہلے لاہور پہنچا تھا۔ اور باوجود دوستوں کے روکنے کے آ گیا تھا۔ راجپال بھی واقعہ قتل سے ایک ہی دن پہلے لاہور پہنچا اور راستے میں ٹھیرنے کی ضرورت کے باوجود لاہور آ گیا چنانچہ ملاپ (۹ اپریل) لکھتا ہے :-

"آپ قتل ہونے سے ایک دن پہلے گورد کل کے جلسہ سے واپس آئے تھے۔ آپ کے پریوار کا ارادہ تھا۔ کہ ڈیرہ دون کی سیر کریں۔ لیکن آپ ڈیرہ دون نہ گئے۔ اور سیدھے لاہور چلے آئے"۔

(۵) پنڈت لیکھرام کو ہفتہ کے دن قتل کیا گیا۔ مہاشہ راجپال بھی ہفتے کے دن ہی قتل ہوا ؂

(۶) پنڈت لیکھرام ۶ تاریخ کو قتل کیا گیا۔ راجپال بھی ۶ تاریخ ہی قتل ہوا۔ البتہ یہ فرق ہو گیا۔ کہ پنڈت لیکھرام کو ۶ مارچ قتل کیا گیا۔ اور مہاشہ راجپال کو ۶ اپریل۔ مگر یہ فرق ناگزیر تھا۔ کیونکہ پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی میں یہ ذکر آ چکا تھا۔ کہ عید کے ساتھ کے روز وہ قتل ہو گا۔ اور وہ ہفتہ کا دن مارچ ہی کی چھ تاریخ کو پڑتا تھا۔ لیکن سال حال میں مارچ کی ۶ تاریخ ہفتہ کا دن نہیں۔ بلکہ بدھ کا دن تھا۔ اس وجہ سے مارچ کے قریب ترین مہینہ اپریل میں اسی دن اور اسی تاریخ یہ واقعہ ہوا جس دن اور جس تاریخ لیکھرام کا واقعہ ہوا تھا۔ یاد رہے کہ جمعہ کا دن بھی مسلمانوں کے نزدیک ایک رنگ میں عید کی حیثیت رکھتا ہے ؂

یہ چند ایک باتیں ہیں۔ جو صاحبان بصیرت و بصارت کے لئے نئی راہ پیش کھولتی ہیں تا وہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور آیندہ کے لئے ایسے واقعات کے انسداد کی طرف توجہ فرمائیں۔ ہمیں انسانی ہمدردی کی رو سے افسوس ہے کہ راجپال کی موت ایک سخت مصیبت و آفت ناگہانی حادثہ کے طور پر واقعہ ہوئی۔ لیکن اس کی ذمہ داری اسکے اپنے افعال پر عائد ہوتی ہے۔ تاہم ہم اس کے متعلق وہی کہتے ہیں۔ جو ہمارے مطاع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پنڈت لیکھرام کے متعلق فرمایا تھا کہ:-

"ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دلوں کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرہ موت میں مبتلا ہوتا۔ اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے۔ کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں۔ مگر انسان کو چاہیئے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں درگذر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ کا خلق ہے مگر نہ ہم اور نہ کوئی اور خدا کی قرار دادہ باتوں کو روک سکتا ہے"۔

حکام لاہور کی مستعدی

مہاشہ راجپال کے قتل کے شبہ میں چونکہ ایک مسلمان کو ہندوؤں نے گرفتار کیا۔ گو اس کی گرفتاری جائے وقوعہ سے بہت فاصلہ سے ہوئی۔ اور اس کے پاس کوئی اوزار بھی نہ پایا گیا۔ تاہم بہت ممکن تھا۔ کہ ہندو جن میں بالفاظ "ملاپ" (۷ اپریل) "خاص جوش تھا"۔ کوئی ایسی راہ اختیار کرتے۔ جس کا نتیجہ بدامنی اور فساد ہوتا۔ اور کئی بے گناہ ہندو مسلم مارے جاتے۔ اس لئے ذمہ دار حکام نے معاملہ کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے فوراً احتیاطی تدابیر اختیار کر لیں۔ آن واحد میں پولیس کا جم غفیر موقعہ واردات پر پہنچ گیا۔ شہر میں جابجا پولیس تعینات کر دی گئی۔ تمام ضروری چوکوں پر مضبوط پہرہ لگا دیا گیا۔ افسروں نے شہر میں پٹرول شروع کر دی بغیر اجازت کوئی جلسہ کرنے یا جلوس نکالنے کی ممانعت کر دی گئی۔ مشین گنیں تک منگالی گئیں۔ غرض احتیاط کا کوئی پہلو نظر انداز نہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی مزید عقلمندی اور ہوشیاری کا ثبوت اس طرح دیا۔ کہ مہاشہ راجپال کی ارتھی کا شہر میں سے جلوس نکالنے کی پورے انتظام کے ساتھ اجازت دی اور اس طرح لاہور کو ایک بہت بڑی آفت سے بچا لیا۔

"الفضل" میں شائع ہونے والے اشتہارات

باوجود اس کے کہ الفضل میں شائع ہونے والے اشتہارات کے ہر صفحہ پر یہ الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ جو اور کوئی اخبار نہیں لکھتا کہ "ہر ایک اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل" جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ جن امور کا اشتہارات میں ذکر ہوتا ہے۔ ان کی صحت یا عدم صحت سے الفضل کو کوئی تعلق نہیں۔ اس بارے میں خریداروں کو اپنا اطمینان آپ کرنا چاہئے لیکن پھر بھی اس قسم کی شکایات کی جاتی ہیں۔ کہ فلاں اشتہار کے متعلق الفضل کی وجہ سے اعتبار کر کے معاملہ کیا گیا تھا۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔ اس لئے الفضل کو ایسے اشتہارات شائع نہیں کرنے چاہئیں۔

اخباری دنیا سے واقف اصحاب جانتے ہیں۔ کہ آج کل اخبارات کی آمدنی کا بہت بڑا انحصار اشتہارات پر ہے۔ اور اسی مدد سے فائدہ اٹھا کر وہ ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں۔ لیکن الفضل جس کے لئے یہ میدان بوجوہات پہلے ہی بہت تنگ ہے۔ اس کے لئے اس قسم کی پابندی عائد کرنا۔ کہ ہر ایک اشتہار کی صحت کی ذمہ داری اٹھانے کے بعد شائع کرے یہ معنی رکھتا ہے کہ الفضل کوئی اشتہار شائع نہ کر سکے۔

احباب کو چاہئے۔ ہر ایک اشتہار کے متعلق جو الفضل میں شائع ہو۔ اپنی ذاتی ذمہ داری پر معاملہ کریں اور الفضل کو اس بارے میں بالکل بے تعلق سمجھیں۔ یہ بات اس تنگی سے نوٹ کر لینی چاہئے کہ ہمیں ہر صفحہ پر وہ فقرہ لکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ جو اب لکھا جاتا ہے۔ اور جس کا لکھنا عنقریب ہم بند کر دینگے۔ اشتہار شائع کرنے کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ مختلف اشیاء کے متعلق یہ بتا یا جائے۔ کہ کہاں سے مل سکتی ہیں۔ آگے یہ کہ وہ کیسی ہیں یہ معلوم کرنا خریدنے والوں کا کام ہے۔

آریوں کی رواداری

آریہ اخبار "آریہ گزٹ" (۶ اپریل) نے مسلمانوں کے مقابلہ میں آریوں کی رواداری اور وسیع حوصلگی کا ادعا کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"جس وقت کوئی مسلمان رشی دیانند پر حملہ کرتا ہے۔ آریہ سماجیوں نے کبھی گورنمنٹ کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا۔ ..... لیکن اس کے برخلاف ..... اگر کوئی ہندو حضرت محمد صاحب کی کمیوں کو قلمبند کرتا ہے اور یکمیاں انہیں کتابوں سے لی جاتی ہیں۔ جن کو حضرت محمد صاحب کے ماننے والے مستند سمجھتے ہیں۔ ..... تو گورنمنٹ کے در دوازہ پر دہائی مچائی جاتی ہے۔ ..... انیسویں صدی کا مہرشی احمدیوں نے شائع کیا۔ مگر آریوں نے اس کا نوٹس تک نہیں لیا"

حیرت ہے اس قدر خلاف بیانی کی "آریہ گزٹ" کو کیونکر جرأت ہوئی آریہ اور رواداری ایسی متضاد چیزیں ہیں کہ گاندھی جی کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ اور وہ تو یہاں تک لکھ چکے ہیں۔ کہ بانی آریہ سماج میں قطعاً رواداری نہیں پائی جاتی۔ اور جس مت کے بانی کی یہ حالت ہو۔ اس کے پیروؤں میں کہاں سے رواداری آ سکتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ ایڈیٹر آریہ گزٹ کسی ایسے گوشہ تنہائی میں زندگی بسر کرتا ہے۔ کہ اسے اتنا بھی پتہ نہیں۔ کہ آریہ سماج میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو اسے معلوم ہوتا۔ کہ انیسویں صدی کے مہرشی کے خلاف آریوں نے کس قدر شور مچایا۔ کتنی بار اس کی ضبطی کے لئے گورنمنٹ سے التجائیں کیں۔ اور کتنی دفعہ اس بارے میں کونسل میں سوال کرائے۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے پے بہ پے نفی میں جواب ملنے کے باوجود کرائے۔ حالانکہ اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہ تھی۔ جو آریوں کی مستند کتابوں کے حوالے سے درج نہ کی گئی ہو

تعمیر و تخریب کے دو منظر

ایام ایسٹر میں ہندو مسلمانوں نے اپنے اپنے جلسے کئے۔ ہندو سورت میں مہاسبھا کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔ اور مسلمان دہلی میں مسلم لیگ کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ دونو مقامات پر جو حالات پیش آئے۔ وہ ایک حقیقت بین آنکھ کے لئے اپنے اندر بہت کچھ سرمایہ عبرت و بصیرت رکھتے ہیں مختصر یہ ہے۔ کہ ہندو بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے سے ملے۔ باہم مشاورت کی اپنی بہبودی اور مخالفوں کی بربادی کے لئے تدابیر سوچیں۔ اپنی قومی تعمیر کے لئے لائحہ عمل تجویز کیا۔ باہمی ہمدردی اور مواخات کے جذبات کو ترقی دی ہر ایک نے اپنا حلقہ احباب وسیع کیا۔ نئے دوست پیدا کئے غرضکہ ہر ایک پہلو سے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ اور اپنے اوقات بہترین طور پر صرف کئے۔

اس کے مقابلہ میں سینکڑوں مسلمان اکناف ہند سے بصرف زر کثیر دہلی پہونچے۔ ذاتی کاموں اور مشاغل کا حرج کیا۔ صعوبات سفر اٹھائیں۔ نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ کوئی مشورہ طے نہ پا سکا۔ فلاح قوم کے لئے کوئی تجویز نہ سوچی جا سکی۔ بلکہ اکثر شامل ہونے والوں میں سے اکثر اپنے قدیمی دوست و احباب سے دست و گریباں ہو گئے۔ پرانے تعلقات بھی ٹوٹ گئے۔ کشیدگی بڑھ گئی۔ دلوں میں محبت و الفت کی بجائے بغض و عناد بھر گیا۔ جو قوت و طاقت اغیار کے مقابلہ میں صرف ہونی چاہئے تھی۔ اسے اپنے بھائیوں کے ہی خلاف خرچ کرنے کے سامان مہیا ہو گئے۔ مصالحت کی اگر کچھ بھی امید باقی تھی تو اب وہ ایک موہوم چیز ہو گئی۔ غرضکہ تو تو میں میں کے سوا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور رہنمایان قوم بجائے کسی تعمیری پروگرام کے اپنے دلوں میں اپنے ہی بھائیوں کی تخریب کے منصوبے گانٹھتے ہوئے گھروں کو واپس آ گئے۔ جس قوم کے لیڈروں کی یہ حالت ہو۔ اس سے بڑھ کر قابل رحم قوم کونسی ہو سکتی ہے کاش مسلمان اپنے اوپر اور اپنی آئندہ نسلوں پر رحم فرمائیں۔ اور متفق اور متحد ہو کر قومی اور مذہبی حقوق کی حفاظت کریں۔

رشی دیانند کی کتابوں میں کانٹ چھانٹ

آریہ گزٹ (۲۳ مارچ) رقمطراز ہے:-

"ہم اس بات کو دکھ سے محسوس کرتے ہیں۔ کہ پرتی ندھی سبھا اپنی لاپرواہی سے رشی گرنتھوں کا مضحکہ اڑاتی ہے۔ اردو زبان میں جو پرتی ندھی سبھا کا ستیارتھ پرکاش شائع ہوا ہے۔ اس میں بھی کانٹ چھانٹ موجود ہے۔ بارہویں باب کے آغاز میں رشی دیانند نے جو دیباچہ لکھا ہے۔ وہ اس اردو ستیارتھ پرکاش میں موجود نہیں ہے ان الفاظ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آریہ سماج جو عملی طور پر ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کو ٹھکرا چکی ہے۔ اب اس کے ظاہری وجود کو بھی اپنے لئے موجب صد عار سمجھنے لگ گئی ہے۔ اور اسے بھی بقول اخبار آریہ گزٹ "حرف غلط کی طرح مٹانے کا تہیہ کر چکی" آریہ سماجی عملی طور پر تو پہلے ہی ستیارتھ پرکاش کے جوئے سے اپنے آپ کو آزاد کر چکے تھے۔ اب انہیں یہ بھی گوارا نہیں کہ "رشی گرنتھ" اپنی اصلی شکل و صورت میں دنیا کے سامنے موجود رہیں۔

آریہ صاحبان کی یہ کوشش اس لحاظ سے تو قابل تعریف ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" میں بہت سی باتیں جو باعث ننگ و عار ہیں۔ نکال دی جائیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا اب بھی آریہ ستیارتھ پرکاش کے متعلق یہی دعوی کرینگے۔ کہ وہ ایسی ہی کتاب ہے جیسی دیگر مذاہب کی الہامی کتابیں۔ جبکہ اس دعوی کو وہ اپنے ہاتھوں باطل ثابت کر رہے ہیں۔

صوبجات متحدہ کی ٹیکسٹ بک کمیٹی

برادران وطن ہمیشہ اس بات پر زور دیتے اور اسے ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی میں شامل کرانا چاہتے ہیں۔ کہ سرکاری ملازمتیں قابلیت اور مقابلہ کی بنا پر تمام قوموں کے لئے کھلی رہیں۔ اور ان پر تقرر کھلے امتحانات مقابلہ کے ذریعہ کیا جائے۔ چنانچہ حال میں ہندو مہاسبھا کا جو اجلاس سورت میں منعقد ہوا۔ اس میں بھی ایک قرارداد اسی مضمون کی پاس کی گئی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندو سمجھتے ہیں۔ وہ بہت قابل اور لائق ہیں اور مسلمان ان کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ لیکن بات یہ ہے

ہندو چونکہ تمام اداروں اور محکموں پر قابض اور مسلط ہیں۔ اس لئے وُہ مسلمانوں کو اپنی قابلیت دکھانے اور لیاقت کے ظاہر کرنے کا موقعہ ہی نہیں دیتے ؛۔

معزز معاصر "انقلاب" نے اس کی ایک نہایت ہی دلچسپ مثال پیش کی ہے :۔

صوبجات متحدہ کی ٹیکسٹ بک کمیٹی میں اس سال جو اردو ریڈریں بغرض منظوری پیش ہوئیں۔ ان میں مسلمان مصنفین کی تصنیف کردہ کتابیں بھی تھیں جو بلحاظ زبان و خیالات نہایت بلند پایہ رکھتی تھیں۔ اور جن میں سے ایک سلسلہ کے مصنف مسٹر اسلام احمد صفی بی۔ اے تھے۔ لیکن ٹیکسٹ بک کمیٹی نے جو کلیتہً اس قوم کے افراد پر مشتمل ہے۔ جو قابلیت اور لیاقت کو باعث تفوق و برتری قرار دیتے ہیں ان تمام ریڈروں کو نامنظور کر کے ایک صاحب ڈاکٹر رام پرشاد کی تصنیف کردہ کتابیں منظور کیں۔ ان کتابوں کی حالت اور مصنف کی لیاقت کا اندازہ کرنے کے لئے ان کے چند فقرات پیش کئے جاتے ہیں۔ لکھتے ہیں :۔

سمندر کھارا ہے۔ وکٹوریا نے حکومت کیا۔ دنیا کا بہشت۔ تین برس کا جیل خانہ ہوا۔ حکم عدولی کرنا شروع کر دیا۔ ناکوں میں دم آگیا ہے۔ دوات ایک دوست کے پاس رکھوا دیا۔ پودے ہو نیچے ہونا چاہئے۔ اونٹ کی کرایات کی کیا وجہ۔ ہونے والی غلہ کا رس۔ عمر نوّے سال کی رہی ہوگی ؛۔

یہ ہے۔ وہ اردو جو یو پی کی آئندہ نسل کو پڑھائی جا رہی ہے جو قوم فرقہ وارانہ تعصب میں اس حد تک بڑھی ہوئی ہو۔ کہ اچھی بھلی صحیح تصانیف کو مسترد کر کے ایسی کتب کو بجائے کورس میں داخل کرے۔ اس سے یہ توقع کہاں کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ مسلمانو کو خواہ وہ کتنے ہی لائق و فائق کیوں نہ ہوں۔ کسی قسم کے حقوق دینے کے لئے تیار ہوگی ؛۔

اسمبلی میں بم کا حادثہ

اسمبلی میں بم پھینکے جانے کے حادثہ نے نہ صرف سارے ملک میں خوف و ہراس پیدا کر دیا ہے۔ بلکہ ہر امن پسند اور خیر خواہ ملک کو سر بگریبان کر دیا ہے۔ کیونکہ ایسے حادثات کا نتیجہ سوائے ملک و قوم کی بربادی اور تباہی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایک اعلیٰ سرکاری افسر نے اسی وقت کہا۔ "اس قسم کا حادثہ ہندوستان کے لئے ایک مصیبت ہے" اور یہ بالکل صحیح ہے۔ اس حادثہ نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے۔ کہ تقریروں کے ذریعہ نوجوانوں کے غیر تربیت یافتہ دماغوں کو مشتعل کرنے سے کیسا نازک خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ کا تو فرض ہے ہی۔ کہ آئین شکنی کے ایسے لرزہ خیز اور شرمناک افعال کے خلاف پوری طاقت صرف کرے۔ لیکن بہی خواہ ملک کا بھی فرض ہے۔ کہ اس کے خلاف آواز اٹھائے ؛۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ حادثہ ایک وسیع سازش کا نتیجہ ہے۔ اور جب تک ایسی سازشوں کا قلع قمع نہ ہو جائیگا۔ ملک کی بہتری اور ترقی کی کوئی صورت نہیں پیدا ہو سکیگی۔ ہندو لیڈروں کو خاص طور پر اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ دونوں ملزم جو گرفتار ہوئے ہیں۔ اور جنہوں نے اقرار جرم کر لیا ہے۔ ہندو ہیں ؛۔

اشارات

خواہ عام مسلمانوں کو جہالت میں مبتلا رکھنے کے لئے آج کل کے "علماء" ان سے یہی کہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت "خر دجال" ایسی عجیب و غریب مخلوق ہو گی جس کا نقشہ کبھی ہوشمند انسان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن دراصل وہ خود بھی دجال اور اس کے گدھے کی دور از وہم و قیاس ہیئت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور نہ دُنیا کے سامنے اسے پیش کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ بلکہ خر دجال سے وہی مراد لیتے ہیں۔ جو بانی سلسلہ احمدیہ نے بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ دیوبندیوں کے اخبار مہاجر (۷ مارچ) نے محکمہ ریلوے کی آمدنی کے متعلق خبر شائع کرتے ہوئے اس کا عنوان "خر دجال کی کمائی" رکھا ہے۔ اور اس کے نیچے لکھا ہے :۔

"ہفتہ مختتمہ ۱۶ مارچ کو سرکاری ریلوں کا خالص منافع ۲۰۹ لاکھ روپیہ تھا۔ جو سال گذشتہ کے اسی ہفتہ کی آمدنی سے ۸۰ لاکھ اور اس سے پہلے سال کے اسی ہفتہ کے فائدہ سے بقدر ۱۵ لاکھ کم ہے"

گویا دیوبندیوں کے نزدیک بھی ریل گاڑی "خر دجال" ہے۔ اور جو اس کے موجد اور مالک ہیں۔ وہ "دجال"۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر دیوبندی حضرات اس بات کی عام مسلمانوں میں بھی تلقین کریں۔ اور جو غلط خیالات "خر دجال" کے متعلق ان کے دلوں میں جاگزین ہیں۔ انہیں دور کر دیں ؛۔

خر دجال کے علاوہ زمانہ مسیح موعود سے تعلق رکھنے والی ایک اور حیرت انگیز مخلوق بھی "علماء کرام" کے تخیلات نے پیدا کر رکھی ہے۔ اور وہ "یاجوج و ماجوج" ہے۔ اس کے متعلق اگرچہ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ علماء کے کسی طبقہ نے بھی اپنے اوہام کی اصلاح کی ہے۔ یا نہیں لیکن اتنا پتہ ضرور لگا ہے۔ کہ اخبار "زمیندار" نے اس طرف قدم اٹھایا ہے۔ چنانچہ ۱۰ اپریل کے پرچہ میں "یاجوج و ماجوج کی نئی بھگت" کے عنوان سے اس نے ایک خبر شائع کی ہے۔ جس میں برطانیہ کے وزیر خارجہ سر آسٹن چیمبرلین اور اٹلی کے حکمران سائنر مسولینی کی اس گفتگو کا ذکر ہے۔ جو انہوں نے "انگریزوں اور اطالویوں کے درمیان قائم شدہ رابطہ اتحاد و محبت کی استواری کے سلسلہ میں کی"۔

ہمیں خوشی ہے۔ کہ مسلمان آہستہ آہستہ جاہلانہ خیالات و توہمات سے نکل رہے اور اس روشنی سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کی طرف سے ان کے لئے مہیا کی ہے۔ گو ایسے لوگ ابھی اس قابل نہ ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر ظلمت اور تاریکی سے کلیتہً پاک ہو جائیں۔ تاہم امید کی جا سکتی ہے۔ کہ آہستہ آہستہ

ہم نے "الفضل" کے ایک حال ہی کے پرچہ میں عدم تعاون کے موجد اور اس کے سب سے بڑے حامی گاندھی جی کی حکومت کے آستانہ پر ناصیہ فرسائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

"اگر کسی گاندھی پرست عدم تعاونی مسلمان سے اس قسم کے افعال کا ہزارواں حصہ بھی سرزد ہوتا۔ تو خود مسلمان ہی اس کی اتنی مٹی پلید کرتے۔ کہ مدتوں یاد رکھتا۔ عرصہ تک اس کے لئے چھپا چھڑانا مشکل ہو جاتا۔ اس کے عجیب و غریب نام رکھے جاتے۔ اور اس پر ایسے ایسے الزام لگائے جاتے۔ جنہیں کوئی شریف انسان سننا بھی گوارا نہ کرتا"؛

ہماری اس تحریر کی ابھی سیاہی بھی خشک نہ ہوئی تھی۔ کہ مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریذیڈنٹ اسمبلی نے وائسرائے ہند کو ایٹ ہوم دے کر اور بعض مسلمان عدم تعاونی لیڈروں کو اس میں مدعو کر کے ان لوگوں کے لئے دشنام طرازی کا موقعہ بہم پہونچا دیا۔ جن کا ہم نے مندرجہ بالا سطور میں ذکر کیا ہے۔ اور جن کی قیادت کا فخر آج کل "آقائے ظفر علی" اور ان کے اخبار "زمیندار" کو حاصل ہے۔

"زمیندار" اپنے کئی پرچوں میں "مولانا محمد علی اور مولانا مفتی کفایت اللہ وائسرائے کے قدموں پر" کا عنوان جما کر اپنی مخصوص طرز تحریر میں خامہ فرسائی کر چکا ہے۔ حالانکہ خود اس کا آقائے ولی نعمت بیسیوں مرتبہ حکومت کے معمولی افسروں کی دہلیز کی خاک چاٹ چکا۔ اور نہایت ہی ذلت آمیز طریق سے ناک رگڑ چکا ہے ؛۔

کیا یہ نہایت ہی شرمناک بات نہیں۔ کہ "زمیندار" ایک طرف تو لکھتا ہے "گاندھی جی کا یا پنڈت موتی لال نہرو کا یا ڈاکٹر انصاری کا یا ان اصحاب (آقائے ظفر علی اور آقائے ڈاکٹر عالم) کا جو نہرو رپورٹ کے حامی و مؤید اور کانگرس کے لائحہ عمل کے پابند ہیں۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۹ء تک وائسرائے کے ساتھ یا عمال حکومت میں سے کسی کے ساتھ ملنا کسی صاحب ہوش و خرد کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہو سکتا"؛

لیکن دوسری طرف ان مسلمان لیڈروں کو کوس رہا ہے جنہوں نے وائسرائے ہند کے ساتھ ملاقات کی۔ اس کی وجہ اسوقت بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے جبکہ یہ دیکھا جائے کہ جن لوگوں کا وائسرائے سے ملنا جائز قرار دیا جا رہا ہے۔ وہ "زمیندار" کے آقایان ولی نعمت" ہیں۔ ان کی خوشنودی مزاج کا پروانہ حاصل کرنا اس کا فرض ہے۔ لیکن جن کی وائسرائے سے ملاقات کو بہت بڑا جرم قرار دے رہا ہے۔ وہ "زمیندار" کی قوم فروشی سے آگاہ ہونے کی وجہ سے اسے منہ لگانے کے لئے تیار نہیں ؛۔

مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں چند باتیں

مولانا میرے مکرم مولانا۔ میں تخیلات کے ایک عمیق سمندر میں پڑا ہوا غور و فکر کر رہا تھا۔ آنکھیں بند تھیں۔ خیالات کا ہجوم اس قدر غالب تھا۔ کہ دنیا و مافیہا سے گویا بے خبر تھا۔ میرے خیالات نے۔ میرے دماغ نے آپ کی ایک تصویر۔ ایک جیتی جاگتی صورت سامنے لا کھڑی کر دی۔ آپ میرے سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں نہایت ادب اور احترام سے اس طرح عرض خدمت کرتا ہوں جس طرح ایک سچا خیر خواہ اپنی محبت بھری نصیحت بیان کرتا ہے۔ کتنی باتیں۔ کیا باتیں آپ کی خدمت میں عرض کی گئیں۔ اور کس طرح ایک درد بھرا دل آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ وہ عالم تخیلات سے صفحہ قرطاس پر لانے کے لئے مجبور ہوں۔ شائد کہ قادر و قیوم خدا آپ کے دل کو حق کی طرف پھیر دے ؛

مولانا۔ میرے مکرم و محترم مولانا! آپ کو یاد ہوگا۔ ہاں ضرور یاد ہوگا آپ نے ایم۔ اے پاس کیا۔ ایل۔ ایل۔ بی پاس کیا۔ پھر خدا کی خاطر اور اس کے رسول کی خاطر پیارے مرزا کے دروازے پر ایک فقیر ایک درویش کی طرح خدا کے رسول کی تخت گاہ میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں سکونت اختیار کی۔ وہ زمانہ کیا مبارک زمانہ تھا۔ آپ کا دل کس قدر اطمینان سے بھرا ہوا تھا۔ ایمان کا نور اپنی پوری شان کے ساتھ آپ کے قلب میں موجود تھا۔ آپ کی مسکین صورت۔ آپ کی فقیرانہ زندگی قابل صد رشک تھی۔ میرے مرزا کے عاشق آپ پر بھی پروانہ کی طرح بوجہ اس تعلق کے جھوم جھوم کر نثار ہوا کرتے تھے۔ آپ ریویو میں مضامین لکھتے تھے۔ خدا کا مسیح اپنی دعاؤں سے۔ تحریر سے تقریر سے مدد کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ آپ کو نوٹ تیار کر کے دیتے تھے۔ جن کی بنا پر آپ مضامین لکھتے تھے۔ اور حق یہ ہے۔ خوب لکھتے تھے۔ احباب کے دلوں میں اور خاصکر میرے دل میں جو آپ کا احترام تھا۔ اس کے متعلق کیا عرض کروں۔ مولانا۔ مکرم مولانا! کیا زمانہ تھا۔ اور کیسا اچھا زمانہ تھا۔ خدارا غور کریں۔ اور پھر غور کریں خدا کی قسم وہ زمانہ اب لوٹ کر آپ کو واپس نہیں دیا جائے گا۔ خواہ آپ اور آپ کے موجودہ حاشیہ نشین دنیا اور اس کی ساری دولت بھی خرچ کر دیں۔ اور اب آپ خدا کے رسول کی تخت گاہ میں واپس نہیں جا سکتے۔ جب تک آپ اپنے نفس کی عمیق ترین گہرائیوں سے میرے محمود کا بغض نہ نکال دیں ؛

مولانا! میرے مکرم مولانا۔ آپ کو یاد ہوگا۔ اچھی طرح یاد ہوگا۔ اس وقت ایک بچہ گلیوں میں ادھر اُدھر پھرتا تھا۔ اس کے ننھے ننھے لبوں کی مسکراہٹ۔ اس کی میٹھی اور رسیلی باتیں اس کی بھولی بھالی شکل یاد ہوگی۔ وہ ایک کمزور اور ناتواں بچہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کی طبیعت کتابوں کے مطالعہ میں نہ لگتی تھی۔ وہ عموماً امتحانوں میں۔ ہاں دنیوی امتحانوں میں پاس نہ ہوتا تھا۔ کیا آپ نے اس کو اپنی کوٹھڑی کے سامنے والی مسجد میں مسجد دل میں پڑے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ خدا کا مسیح اسے لخت جگر کے پیارے لقب سے یاد فرماتا تھا۔ وہ جلدی جلدی خدا کے وعدہ کے مطابق بڑھا۔ وہ حد درجہ کا ذہین و فہیم تھا۔ وہ حسن و احسان میں خدا کے مسیح کا نظیر تھا۔ مگر آپ کی نظر میں ایک معمولی بچہ تھا۔ نہ وہ آپ کی طرح کسی اعلےٰ ڈگری کا مالک تھا۔ نہ وہ کسی بڑی درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل ہوا تھا۔ ہاں اس نے خدا کے مسیح کی گود میں پرورش پائی تھی۔ وہ خدا کے مسیح کی باتوں کو اس کی گود میں بیٹھ کر سنا کرتا تھا۔ وہ خدا کے مسیح کی دعاؤں میں اکثر شریک ہوتا تھا۔ مولانا آپ نے ضرور وہ زمانہ دیکھا۔ اور اس کی ہلکی سی یاد ضرور آپ کے دماغ میں موجود ہوگی۔ آج وہی کل کا بچہ علم کا ایک سمندر ہے۔ جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ آپ آئیں۔ اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں ؛

پھر ایک زمانہ آیا۔ مولانا کتنا اہم اور کتنے عظیم الشان نتائج پیدا کرنے والا زمانہ تھا۔ مولانا۔ خدا کے لئے اپنے دل سے بغض و تعصب نکال کر وہ وقت یاد کریں۔ جب آپ خدا کے مسیح کے متعلق اپنے رسالہ میں اس کی یہ وحی شائع فرماتے تھے :-

انی مع الرسول۔ انی مع الرسول۔ انا ارسلنا احمد الی قومہ۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا۔ جب خدا کے مسیح نے بجٹ کے خلاف اشتہار لکھا۔ اور اپنے دستخط سے پہلے "النبی" لکھ کر مرزا غلام احمد تحریر فرمایا پھر حضور نے بیسیوں جگہ آپ کی موجودگی میں۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ اور خدا کے مرسل نے کیا یہ الفاظ نہیں لکھے تھے۔ "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

پھر کیا یہ نہیں فرمایا تھا۔

"وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ سو اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے!" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

اسی طرح سینکڑوں مقام پر اپنی نبوت کا اظہار فرمایا۔ مولانا آپ نے اس وقت خوب ہی سوچ و بچار کے بعد ریویو میں اعلان فرمایا۔ اور سچ فرمایا تھا۔ اگر آپ کو یاد نہ ہو۔ تو اٹھیں۔ اپنے قلم سے لکھے ہوئے مضامین کو پھر ایک دفعہ پڑھ لیں۔ آپ نے خواجہ غلام الثقلین کو مخاطب کر کے لکھا تھا۔

"آپ (غلام الثقلین) ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے" (ریویو جلد ۵ صفحہ ۴۲۷) "کیا جائے تعجب نہیں۔ کہ ایک شخص جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو۔ اور اسلام کی صداقت کو تمام دنیا میں ثابت کر رہا ہو۔ وغیرہ وغیرہ" (ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۶۶)

"ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں پورا کر دکھایا" (ریویو جلد ۳

پھر کیا آپ نے پیغمبر آخر زمان۔ موعود پیغمبر۔ موعود نبی۔ فارسی الاصل نبی۔ نبی آخر زمان۔ خدا کا وہ برگزیدہ رسول نہیں لکھا۔

مولانا میرے مکرم و محترم مولانا! ریویو کی جلد ۴۔ جلد ۵۔ جلد ۶ میں ہی نہیں۔ آپ نے اس قسم کے بیسیوں حوالے اپنے قلم سے لکھے آپ خوش تھے۔ آپ کا دل اطمینان سے پر تھا۔ خدا کے مسیح کا قرب آپ کو حاصل تھا۔ جس کی توجہ باطنی سے خدا آپ کے ہاتھ سے اس قسم کے الفاظ لکھا رہا تھا۔ مگر مولانا! آہ! صد آہ!

آج جبکہ نہ تو آپ کو خدا کے مسیح کا قرب ہی حاصل ہے۔ نہ ہی آپ خدا کے رسول کی تخت گاہ میں ہیں۔ اور نہ ہی آپ کا دل مطمئن ہے۔ اس وقت اور اُس وقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس وقت اور ایسی حالت میں آپ فرماتے ہیں :-

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی بیخ کنی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے!" "جو شخص بعد آنحضرت صلعم دعوائے نبوۃ کرے۔ وہ کذاب ہے!" "امت کے اندر ہو کر نبوت کا دعوےٰ بھی کذاب کا کام ہے!"

مولانا! میرے مکرم مولانا! کیا یہ قلم اور وہ قلم ایک ہی ہے؟ مولانا! آپ بھولے ہوئے ہیں۔ آپ کی یاد سے یہ بات اتر چکی ہے۔ خود آپ نے حضرت مرزا صاحب کو "نبی" قرار دیا۔ اور آپ کے سامنے۔ آپ کی زندگی میں آپ کے قرب میں رہ کر آپ نے حضرت صاحب کو نبی قرار دیا۔ نہ صرف قرار دیا۔ بلکہ ہزاروں ہزار میل کے فاصلہ تک ایک بلند آواز سے پکار پکار کر اعلان فرمایا۔ کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت اور رسالت ہیں۔ اور پھر بیسیوں دلائل آپ کی نبوت کے متعلق تحریر فرمائے۔ اس وقت یہ خیال کہاں گیا تھا۔ کیا حضرت مرزا صاحب آپ کے مضامین نہ پڑھتے تھے۔ کیا سلسلہ کا کوئی فرد بھی ان مضامین کو نہ دیکھتا تھا۔ کیا کسی نے کوئی آواز۔ کوئی خلاف آواز اٹھائی؟ آج آپ اس عقیدہ کو اسلام کی بیخ کنی کرنے والا قرار دیتے ہیں۔

مولانا! میرے مکرم مولانا! آپ خود اس کام کو ایک مدت تک اور لمبی مدت تک خدا کے مسیح کی موجودگی میں سرانجام دیتے رہے اگر حضرت صاحب کو نبی قرار دینا اسلام کی بیخ کنی کرنا ہے۔ تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ سنیں اور غور سے سنیں سب سے پہلے خود خدا تعالےٰ نے یہ کام کیا۔ پھر آنحضرت صلعم نے آپ کو نبی قرار دیکر یہ کام کیا۔ پھر مسیح موعودؑ نے اپنی نبوت کا اعلان فرما کر یہ کام کیا۔ اور ان کے بعد آپ نے اپنی زبان سے اور اپنے ہاتھ سے ریویو کے مختلف اوراق میں مہینوں نہیں۔ برسوں آپ نے یہ کام کیا۔ آپ نے اسلام کی بیخ کنی کی۔ مولانا خدا کو آپ کیا جواب دیں گے۔ خدا کا مسیح خدا کو کیا جواب دے گا جبکہ آپ نے حضرت صاحب کی موجودگی میں اسلام کی بیخ کنی کرنے پر کمر باندھی ہوئی تھی۔ بار بار حضرت مسیح موعود کو نبی۔ رسول۔ نبی آخر زمان۔ پیغمبر آخر زمان۔ مدعی رسالت اور مدعی نبوت قرار دیتے تھے۔ مولانا! خدا کے لئے سچی گواہی دیں۔ کیوں آپ نے ایسا کام کیا؟ اور کیوں پھر خدا تعالےٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو نہ روکا ؛ پھر آپ فرماتے ہیں۔ جو شخص آنحضرت کے بعد

امریکہ میں تبلیغ اسلام

مختلف سوسائٹیز میں تقریریں

اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو تبلیغ

احمدیت میں داخلہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عرصہ زیر رپورٹ میں چار اصحاب داخل سلسلہ ہوئے۔ ان میں سے ایک افریقہ کے رہنے والے۔ ایک ہندوستانی مسلمان اور دو شکاگو کے رہنے والے ایک خاتون اور ایک نوجوان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو حقیقی ایمان اور استقامت عطا کرے۔ آمین ؞

تقریریں

اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں پانچ تقاریر کا موقعہ ملا۔ جو مختلف سوسائٹیز میں ہوئی ہیں۔ ان تقریروں کے متعلق اخبارات میں اعلان شائع ہوتا رہا۔ اور نوٹ بھی شائع ہوئے ہیں ؞

ایک تقریر کے ختم ہونے کے بعد پریذیڈنٹ نے ریمارک کرتے ہوئے علاوہ اور باتوں کے یہ بھی فرمایا۔ کہ لیکچرار نے جن معلم کی جو پیشگوئی بیان کی ہے۔ اس سے ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ خدا کی بتائی ہوئی خبر تھی۔ اور وہ بھی اپنے دعوے میں صادق تھے۔" قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے متعلق کہا۔ اس آواز سے روحانیت ٹپکتی ہے۔ مجھ سے دوبارہ درخواست کی کہ پھر اپنے الفاظ میں دعا کریں ؞

طرز تقریر

میں تقریروں کا عنوان سوسائٹیز کے مذاق کے مطابق رکھتا ہوں مگر درمیان میں اسلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے واقعات اور نشانات دل کھول کر بیان کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات اور واقعات، دعا کا خاص اثر میں نے لوگوں میں دیکھا۔ بہت دفعہ ایسا ہوا۔ کہ بعد تقریر لوگوں نے مجھ سے دعا کی درخواستیں کیں ؞

اس ملک میں سپرچوئلزم کا بہت زور ہے۔ ایک دفعہ میں تقریر کر کے بیٹھا۔ تو ایک سپرچوئلسٹ عورت کہنے لگی۔ آپ جب تقریر کر رہے تھے۔ تو میں اس روح کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی طاقت سے آپ بول رہے تھے۔ ایک دوسری عورت نے ایک معمر بزرگ کی شکل کا نقشہ کھینچکر میرے سامنے پیش کیا۔ کہ اس بزرگ کی روح آپکے ساتھ تھی۔

اس عرصہ میں بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ جن میں قابل ذکر ڈاکٹر ہیڈن ہیں۔ یہ صاحب شکاگو یونیورسٹی کے پروفیسر آف کمپیریٹو ریلیجنز ہیں ؞

بنگالیوں کو تبلیغ

شکاگو سے تقریباً ۳۵ میل کے فاصلہ پر انڈیانا ہاربر نامی ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ جہاں چند بنگالی مسلمان رہتے ہیں۔ وہ سلسلہ کے متعلق بہت بدظن تھے۔ انہوں نے یکم رمضان المبارک کے دن رسمی میلاد شریف کی دعوت دی۔ میں نے دعوت قبول کی۔ اور آنحضرت صلعم کے سوانح پر ایک گھنٹہ سے زائد تقریر کی۔ وہ لوگ بہت متاثر ہوئے شام کے بعد انہوں نے مجھ سے درخواست کی۔ کہ آپ ہمیں کوئی غزل پڑھکر سنائیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عربی قصیدہ پڑھ کر سنایا۔ درمیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے و نشانات کے متعلق بھی بیان کرتا رہا۔ تبلیغی رسالے پہلے ہی تقسیم کر دئے تھے۔ اخیر انہوں نے خود درخواست کی۔ کہ آپ امام مہدی کے متعلق ہمیں کچھ اور سنائیں۔ میرے بیان کوشش کر ان تمام لوگوں کے خیالات بدل گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے وطن سے ہزاروں میل دور نو سال کے بعد اہل وطن بنگالیوں کو تبلیغ کرنے کا موقعہ دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

فلاسفر خاتون کی طرف سے پارٹی

ایک فلاسفر خاتون میری ایک تقریر میں موجود تھی۔ اس نے میرے اعزاز میں ایک پارٹی دی۔ اس کی دو لڑکیوں کو جو کم سن ہیں۔ میں نے بعض دعائیں اور اسلامی کلمات سکھائے ؞

بذریعہ خط وکتابت اور گفتگو تبلیغ جاری ہے ؞

مرمت مکان

اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے جو ایک بڑا کام کرایا۔ وہ مکان کی مرمت ہے۔ مکان کی مرمت کی سخت ضرورت تھی۔ جو بہت حد تک مرمت کرا دیا ہے۔ جناب ناظر صاحب دعوت وتبلیغ قادیان کے منظور کردہ روپیہ کے علاوہ جو مجھے اب تک نہیں ملا۔ یہاں تین اصحاب نے اس کام میں مدد دی ہے۔ اسماء گرامی یہ ہیں:۔
(۱) غلام رسول مسٹر رسل شکاگو ۱۰۰ ڈالر۔ (۲) عبد الحی فرنسوا شکاگو ۱۰ ڈالر
(۳) سید عبد الرحمن صاحب خلف سید عزیز الرحمن صاحب قادیانی ۵ ڈالر
ان کے علاوہ برادرم یوسف خاں صاحب مسٹر میسن عبد اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ پانچ پانچ ڈالر دیں گے۔ اول الذکر تین اصحاب سے گذشتہ چھ ماہ کے عرصہ میں کچھ چندہ وصول کیا گیا تھا۔ وہ ساتھ ملا کر اور کچھ رقم قرض لیکر میں نے اخراجات مرمت کی پہلی قسط ادا کر دی ؞

خاکسار مطیع الرحمن ایم اے بنگالی از شکاگو۔ امریکہ

مدرسہ احمدیہ میں طلباء کا داخلہ

یہ وہ درسگاہ ہے۔ جو زمانے کے نباض اعظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے بنائے ہوئے اصول کی روشنی میں دینی و دنیوی علوم کی تعلیم دیتی ہے۔ اس کا سشن ۱۵ ۔ اپریل ۱۹۲۹ء سے شروع ہوگا۔ جو احباب اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجنا چاہیں۔ وہ ۲۰ ۔ اپریل تک بھیج سکتے ہیں ؞

اس مدرسہ کی تعلیمی سکیم پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اس کے ممبر سلسلے کے جید علماء اور نہایت تجربہ کار گریجویٹ تھے۔ انہوں نے پورے غور وخوض کے بعد ایک ایسی سکیم طیار کی ہے جس پر چل کر مدرسہ ایسے طلباء پیدا کر سکتا ہے۔ جو ہر ایک لائن میں اپنے آپ کو مفید بنا سکتے اور یونیورسٹی کے امتحانوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اس سکیم کے رو سے علاوہ عربی زبان اور دینی مسائل کی اعلیٰ تعلیم کے جو اس مدرسہ کا پہلا مقصد ہے۔ انگریزی۔ حساب۔ جیومیٹری۔ جغرافیہ سائنس اور اردو کی بھی تقریباً انٹرنس کے درجہ تک تعلیم دیجاتی ہے اور ان سب علوم کے پڑھانے کے لئے نہایت قابل اور ٹرینڈ اساتذہ رکھے گئے ہیں۔ جو ٹرینگ کے مروجہ طریقوں پر اپنی کلاسز کو تعلیم دیتے ہیں۔

اس مدرسہ کے مقاصد کے لحاظ سے جو سب سے ضروری مقصد قرار دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ تعلیم کے ساتھ تربیت ہو۔ یہی ایک بات ہے۔ جو دنیا کے کسی اور مدرسہ میں اس رنگ میں نہیں ملتی جس رنگ میں یہاں ملتی ہے۔ اراکین مدرسہ نے جو اصول تجویز کئے ہیں۔ ان میں سے تربیت کو سب پر مقدم رکھا ہے محض قواعد کے وضع کر دینے اور طلباء کو کسی تعلیم گاہ میں رکھنے ہی سے تربیت نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اخلاق کی تہذیب کے زندہ نمونے طلباء کے سامنے نہ ہوں۔ اور تعلیم گاہ میں علمی۔ اخلاقی۔ سچی صلاحیت نہ پیدا ہو۔ جو اساتذہ کرام اس کام کے لئے مقرر ہیں۔ وہ اس کام کو احسن طور پر سرانجام دے رہے ہیں ؞

مدرسہ کا نصاب سات سالہ ہے۔ جو بچے چوتھی جماعت پاس کر چکے ہوں وہ اس مدرسہ کی پہلی جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ ساتویں جماعت کا امتحان پاس کرنے کے بعد طلباء جامعہ احمدیہ میں داخل کئے جاتے ہیں۔ جہاں مولوی فاضل اور تبلیغ کے لئے ضروری تعلیم دیجاتی ہے۔ یہاں سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنیکے بعد طلباء صرف انگریزی کا مضمون لے کر انٹرنس۔ ایف اے۔ بی اے کا امتحان دے سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد ایم اے کا امتحان انگریزی یا عربی جس مضمون میں چاہیں۔ دے سکتے ہیں ؞

باوجود ان فائدوں کے اس مدرسہ میں کوئی فیس داخلہ یا تعلیمی فیس نہیں لی جاتی۔ انگریزی سکولوں کی طرز پر طلباء کی رہائش کے لئے بورڈنگ ہاؤس بھی ہے جس میں حفظ صحت کے قواعد کو پورے طور پر مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اور تعلیم اور تربیت کے لئے قابل سٹاف مقرر ہے۔ ورزش جسمانی کے لئے فٹ بال۔ ہاکی۔ والی بال کبڈی اور دیگر ایسی کھیلیں بھی باقاعدہ کھلانیکا انتظام ہے۔ اور کھیلوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ٹورنامنٹوں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ مختصر طور پر میں نے حالات بیان کر دئے ہیں۔ احباب کو ان حالات کے معلوم ہونے سے فائدہ اٹھا کر اس مدرسہ کی

حضرت سلمان فارسیؓ کا مسلمان ہونا

(از جناب میر محمد اسماعیل صاحب سونی پت)

یہ صحابی ایران کے رہنے والے تھے۔ اور امیر گھرانے کے تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ میرے باپ نے ایک دن مجھے اپنے کھیت کے انتظام کے لئے بھیجا۔ تو میں نے رستہ میں عیسائیوں کو اپنے گرجا کے اندر عبادت کرتے دیکھا۔ یہ نظارہ مجھے بہت پسند آیا۔ جب واپس گھر آیا۔ تو باپ سے کہا۔ ہمارے دین سے تو عیسائیوں کا دین اچھا ہے۔ میں تو عیسائی ہو جاؤنگا۔ میرے باپ نے اس وجہ سے مجھے قید کر دیا۔ میں نے عیسائیوں کو کسی طرح کہلا بھیجا کہ میں دل سے تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے دین کی اصل کس ملک میں ہے۔ انہوں نے کہلا بھیجا۔ کہ ملک شام میں۔ میں نے انکو پیغام بھیجا کہ اب کے جو قافلہ شام کو جائے۔ تو مجھے خبر کرنا۔ میں اسکے ساتھ شام کو جاؤنگا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ میں داؤ لگا کر اپنی قید سے بھاگا۔ اور قافلہ میں شامل ہو گیا وہاں پہونچکر میں نے پوچھا۔ کہ یہاں سب سے بڑا پادری کون ہے۔ لوگوں نے مجھے ایک بشپ کا پتہ دیا۔ میں اس کی صحبت میں رہنے لگا۔ مگر مجھے وہ شخص پسند نہ آیا۔ لوگوں کو تو خیرات کا وعظ کرتا۔ اور خود ان سے مال جمع کر کے رکھتا جاتا تھا۔ اس کے پاس سات مٹکے زر و جواہر کے جمع تھے۔ جب وہ مرگیا۔ تو میں نے سب مریدوں کو اس کی خیانت سے آگاہ کر دیا۔ اور سب مال نکال کر لوگوں کے سامنے رکھ دیا۔ ان لوگوں کو اس پر اتنا غصہ آیا۔ کہ انہوں نے بجائے دفن بھی نہ کیا۔ بلکہ اس کی لاش کو ایک درخت سے لٹکا دیا۔ اور جو وہاں سے گذرتا۔ اس پر پتھر مارتا۔ اور اس کی جگہ گرجا میں ایک اور نیک بخت پادری کو بٹھا دیا۔ وہ اچھا آدمی تھا۔ چند روز میں وہ بھی مرگیا۔ اور مجھے وصیت کر گیا۔ کہ موصل میں فلاں پادری کے پاس چلا جا۔ وہ میرے ہی دین پر ہے میں وہاں چلا آیا۔ اور اس کی صحبت میں رہنے لگا۔ آخر وہ بھی مرگیا۔ اور وصیت کر گیا۔ اب صرف ایک آدمی ہمارے دین کا باقی رہ گیا ہے۔ تو اس کے پاس عمورِیا میں چلا جا۔ میں عموریا میں بھی دین کے شوق میں پہونچا۔ اور اس شخص کے پاس رہنے لگا۔ میں نے وہاں کچھ بکریاں اور گائیں بھی پال لی تھیں۔ جب وہ مرنے لگا۔ تو اس نے کہا۔ کہ اے سلمان میرے علم میں اب کوئی اور آدمی سچے دین پر نہیں ہے جس کے پاس جانیکی تجھے وصیت کروں۔ لیکن اس نبی کا زمانہ اب بالکل قریب ہے جس کا انتظار سب کو ہے۔ اس کی ہجرت کی جگہ کھجوروں والی زمین ہے۔ اس کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوت ہوگی۔ اور وہ ہدیہ کھا لیگا۔ صدقہ نہیں کھائیگا۔ اگر تمہیں اس کا پتہ مل سکے۔ تو اس کے پاس چلے جانا۔ یہ کہکر وہ تو مرگیا۔ اور میں اپنی گائے بکریاں لے کر وہاں سے نکلا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے مجھے لوٹ لیا۔ اور مجھے ایک یہودی کے ہاتھ بیچدیا۔ پھر وہاں سے بنی قریظہ کا ایک یہودی خرید کر مجھے مدینہ لے آیا۔ میں نے مدینہ کی کھجوریں دیکھکر یقین کر لیا۔ کہ کھجوروں کی جگہ تو مل گئی۔ میں اپنے مالک کے پاس کام کرتا رہا۔ مگر آنحضرتؐ کے دعوےٰ کی مجھے کچھ بھی خبر نہ ملی۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلعم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے۔ اور قبا میں ٹھیرے۔ ایکدن میں ایک کھجور کی چوٹی پر چڑھا ہوا کام کر رہا تھا۔ کہ کسی نے نیچے سے کہا۔ آج تو قبا میں سب لوگ اس شخص کے پاس جمع ہیں۔ جو مکہ سے آیا ہے۔ اور اپنے تئیں نبی کہتا ہے۔ یہ سنکر میرا یہ حال ہوا کہ خوشی کے مارے کانپنے لگا۔ اور قریب تھا۔ کہ درخت سے نیچے گر پڑوں۔ خیر اُترا۔ اور لوگوں سے پوچھنے لگا۔ کہ یہ کیا خبر ہے۔ اور کون شخص ہے۔ اور کہاں ہے؟ میرے مالک نے مجھے ایک مُکہ مارا۔ اور کہا تو اپنا کام کر تجھے اس شخص سے کیا مطلب۔ میں کام کرنے لگا۔ شام کو جب فارغ ہوا۔ تو کچھ کھجوریں لیکر پوچھتا پوچھتا سیدھا آنحضرتؐ کے پاس پہنچا۔ اور کھجوریں آپ کے سامنے ڈالدیں۔ اور عرض کیا۔ کہ یہ میرے پاس صدقہ کی کھجوریں ہیں آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے اصحاب غریب لوگ ہیں آپ اس صدقہ کو قبول کریں۔ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب سے کہا۔ کہ کھاؤ۔ مگر خود نہ کھائیں۔ میں نے دل میں کہا۔ لو ایک نشانی (صدقہ نہ کھائیگا) تو مل گئی۔ پھر میں گھر چلا آیا۔ چند روز کے بعد جب آپ قبا سے مدینہ میں آگئے۔ تو میں پھر کچھ کھجوریں لیکر حاضرِ خدمت ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ صدقہ نہیں ہے ہدیہ ہے۔ آپ نے خود بھی کھائیں۔ اور صحابہ کو بھی کھلائیں۔ میں نے دل میں کہا۔ لو یہ دو نشانیاں پوری ہو گئیں۔ پھر میں تیسری دفعہ آپ کے پاس آیا۔ تو اس وقت آپ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان گئے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور پیچھے جا کر آپکی پشت پر مُہرِ نبوت دیکھنے لگا آپ نے اپنی چادر خود ہٹا دی اور میں نے مُہرِ نبوت کو دیکھ لیا۔ اور اسے بوسہ دیکر رونے لگا آپ نے مجھے سامنے کی طرف بلا لیا۔ میں نے اپنی ساری تاریخ آپکو سنائی۔ آپ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر میں مسلمان ہو گیا۔ اور بدر اور اُحد میں اس لئے شریک نہ ہو سکا کہ دوسرے کا غلام تھا۔ اور مجبور تھا۔ پھر آپ نے مجھے کہا۔ کہ تم اپنے مالک سے مکاتبت کر لو (یعنی اسے کچھ دیکر آزاد ہو جاؤ) میں ہمیشہ اپنے مالک سے یہی کہتا رہا۔ آخر بڑی مشکل سے یہ فیصلہ ہوا کہ ۳۰۰ درخت کھجوروں کے لگا دوں۔ اور چالیس اوقیہ سونا نقد اسے دیدوں تو آزاد ہو جاؤنگا۔ جب یہ عہد نامہ ہو گیا۔ تو میں نے آنحضرتؐ سے ذکر کیا۔ آپ نے اپنے صحابہ سے کہا۔ کہ اپنے اس بھائی کی کھجوروں کے درخت دیکر مدد کرو اس پر کسی نے دس کسی نے پانچ درخت مجھے دئے یہانتک کہ ۳۰۰ چھوٹے چھوٹے درخت میرے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے پھر فرمایا۔ انکے لئے تھانولے کھود دو۔ میں نے صحابہ کی مدد سے ۳۰۰ گڑھے کھود دئے پھر آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے وہ سب درخت لگائے۔ یہ خدا کا فضل ہوا۔ کہ ان ۳۰۰ میں سے ایک درخت بھی ضائع نہ ہوا۔ سب لگ گئے اور جڑ پکڑ گئے اب صرف سونا باقی رہ گیا۔ اس کا یہ بندوبست ہوا۔ کہ ایک دن ایک شخص نے آنحضرتؐ کے سامنے ایک لوٹی انڈے کے برابر سونے کی نذر پیش کی۔ آپ نے فرمایا مسکین سلمان فارسیؓ کو بلاؤ۔ کہ اپنا فدیہ ادا کرے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ کم معلوم ہوتا ہے مگر خیر آپ کے فرمانے سے میں نے تول کر اپنے مالک یہودی کو دینے لگا۔ تو آپ کی برکت سے سارا ۴۰ اوقیہ سونا اسی میں ادا ہو گیا۔ اور میں آزاد ہو کر آپکی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

ایک دفعہ مہاجرین اور انصار سلمان فارسیؓ کے بارے میں جھگڑنے لگے مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان مہاجر ہیں۔ کیونکہ غیر ملک کے ہیں انصار نے کہا نہیں یہ مدینہ کے ہیں اسلئے انصاریوں ہی میں سے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا سلمان تو ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ خندق کی جنگ کے وقت آنحضرتؐ نے سب سے مشورہ لیا کہ اس موقعہ پر کیا کرنا چاہئے۔ کسی نے کچھ کہا۔ کسی نے کچھ۔ سلمان فارسیؓ نے عرض کیا حضور ایسے نازک موقعہ پر ہمارے ملک میں خندق کھود کر اس کی حفاظت میں لڑتے ہیں تاکہ دشمن یکدم حملہ کر کے حو[illegible]

سیٹھ لاڈو علی صاحب ہاشمی مرحوم

افسوس جماعت احمدیہ حیدر آباد کا ایک سرگرم اور پُرجوش ممبر ہم سے جدا ہو کر اپنے خالق دوجہان سے جا ملا۔ ۲۵ مارچ ۱۹۲۹ء کو سیٹھ میر دلاور علی صاحب ہاشمی کا انتقال ڈبل نمونیہ سے ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

مرحوم کا وجود جماعت حیدر آباد کے لئے بہت مفید وجود تھا۔ جلسہ گاہوں اور تقاریب کا انتظام اور ان کا اعلان آپ کا خاص کام تھا۔ حضرت مولوی محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوائل زمانہ احمدیت میں بیرون شہر آبادی سے بہت فاصلہ پر رہتے تھے۔ اس نوجوان نے دیکھا۔ کہ اگر وہ شہر سے اس قدر فاصلہ پر رہے۔ تو پھر سلسلہ کی اشاعت کس طرح ہوگی۔ اس نے مولوی صاحب مرحوم کو مشورہ دیا۔ کہ اندرون شہر تشریف لے آئیں۔ اور اپنے ایک عزیز کا مکان مولوی صاحب کی رہائش کے لئے شہر میں دلوایا۔ بعد ازاں امتحان منشی کے متعلق جس کا تعلق اس وقت پنجاب یونیورسٹی سے تھا۔ ایک کمیٹی قائم کی۔ اور خود اس کے منیجر کی حیثیت سے اشتہاروں کے ذریعہ کمیٹی کو اس قدر شہرت دی۔ کہ سینکڑوں طلباء آنے لگے جس سے مولوی صاحب مرحوم کو ماسوا مالی فوائد کے نوجوان طلباء میں تبلیغ سلسلہ کا بھی موقعہ ہاتھ آیا۔ چنانچہ یہ کمیٹی تبلیغ کا ایک خاص ذریعہ بن گئی۔ اور کئی ایک صاحب داخل سلسلہ ہوئے۔

پھر ایک بنگلہ لب سڑک لیکر اوّلاً کتب خانہ انجمن احمدیہ کی بناء مرحوم ہی نے ڈالی۔ اور اس کے مہتمم برسوں خود ہی رہے۔

اوائل زمانہ احمدیت میں جماعت تو تھی۔ لیکن جلسے وغیرہ نہ ہوتے تھے مولوی سید بشارت احمد صاحب کی تحریک پر اسی نوجوان کی کوشش تھی۔ کہ جس کی وجہ سے حیدر آباد میں جلسہ سالانہ کی بنیاد پڑی سلسلہ کی کتب فروخت کرانے اور سلسلہ کے اخبارات کی اشاعت بڑھانے میں آپ کی خاص کوشش رہی ہے۔ چنانچہ آپ نے اخبار الفضل کی ایجنسی لیلی۔ اور آپ کی کوشش سے اخبارات کی اشاعت میں حیدر آباد میں بہت کچھ ترقی ہوئی۔ باوجود مشاغل تجارت کے آپ ہماری نئی قائم شدہ عثمانیہ سکوٹ ٹروپ کے بھی ممبر تھے۔ اور ڈیوٹی کے مقررہ ایام میں پریڈ میدان میں برابر حاضر رہتے تھے۔

آپ کا تعلق حیدر آباد کے ایک نہایت ممتاز خاندان سے تھا۔ یعنی مولوی سید بشارت احمد صاحب جنرل سیکرٹری کے آپ ماموں زاد بھائی تھے۔ اور آپ ہی کے ہمراہ رہتے تھے۔ مرتے دم تک یہ کہتے رہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جوتیوں کے طفیل ہمیں دنیا میں یہ عزت ملی۔ ورنہ ہم کسی قابل نہ تھے۔ آخر دم تک اللہ تعالےٰ پر پورا بھروسہ رکھا۔ اور آخر اپنی جان اللہ کا نام لیتے ہوئے اس خالق دوجہان کے سپرد کر دی۔ پہلے بھی مرحوم قادیان گئے تھے۔ لیکن اس سال جو آپ کی زندگی کا آخری سال تھا۔ جلسہ سالانہ پر تشریف لیجا کر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے دیدار کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور اپنے جوار رحمت میں خاص جگہ عطا کرے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے دو بچیاں اور ایک سالہ لڑکا چھوڑا ہے۔

براڈ کاسٹنگ کے ذریعہ حضرت احمد علیہ السلام کی آمد کا پیغام

دنیا کے کناروں تک حضرت مسیح موعود کا نام

ایک نو ایجاد طریق سے تبلیغ

جماعت احمدیہ کلکتہ تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔ اور نہایت سرگرمی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا پیغام پہنچاتی رہتی ہے۔ حال میں اس جماعت کے تبلیغی سیکرٹری سید کریم بخش صاحب نے ایک نہایت ہی دلچسپ تبلیغی رپورٹ ارسال فرمائی ہے۔ جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:-

سنہ ۱۹۲۶ء یا سنہ ۱۹۲۷ء میں انڈین براڈ کاسٹنگ کمپنی کا ایک سٹیشن کلکتہ میں کھولا گیا۔ یہ کمپنی اپنے خریداروں کو گانے۔ میوزک، لیکچر، عام خبریں اور بلیٹین وغیرہ براڈ کاسٹنگ کے ذریعہ ہم پہنچاتی رہتی ہے۔ خریدار جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ پروگرام کے مطابق جو روزانہ اخبارات میں شائع کر دیا جاتا ہے۔ ان چیزوں کو سنتے ہیں چونکہ بے تار برقی سے باتیں سننے کا آلہ لگانے کا خرچ عموماً بچیس اور سو روپیہ کے درمیان ہوتا ہے۔ اس لئے بے شمار گھروں اور دوسرے مقامات پر یہ آلے نصب ہیں۔ اور ان کے ذریعہ ہزارہا لوگ روزانہ شائع شدہ پروگرام کے مطابق اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے دور دراز کی باتیں سنتے رہتے ہیں ؛

اس کمپنی نے ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء کو مولانا اے الیف۔ ایم عبد القادر صاحب ایم اے مولوی فاضل پروفیسر اسلامیہ کالج کلکتہ کو دعوت دی۔ کہ ان کے ایرئیل پر ان کے خریداروں کے لئے ۱۵ منٹ کے لئے اردو میں تقریر کریں۔ پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر کا عنوان "امن اور انسانی اخوت" تجویز کیا۔ آپ نے اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ موجودہ زمانہ میں قیام امن کی کس قدر اشد ضرورت ہے۔ بتایا کہ سیاسی مجالس خواہ کس قدر بھی مفید کام کرنیوالی کیوں نہ ہوں۔ وہ اخوۃ اور محبت پیدا نہیں کر سکتیں جس کی موجودہ زمانہ کو ضرورت ہے اور یہ کام سوائے کسی ایسی ہستی کے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کے اختلافات کو مٹانے کے لئے مامور کی گئی ہو۔ اور جو اپنے نمونہ سے اخوت پیدا کرنے کی اہلیت رکھتی ہو۔ کوئی نہیں کر سکتا۔ آپ نے کہا۔ ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ ہمارا زمانہ ایسی جلیل القدر ہستی سے محروم نہیں۔ اور اپنے فضل و کرم سے اس زمانہ کو نور سے معمور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مامور فرمایا ہے۔ جن کے ذریعہ نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقے بلکہ مشرق و مغرب بھی اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور اس کے جھنڈے تلے جمع ہو کر حقیقی امن حاصل کر رہے ہیں۔

جناب پروفیسر صاحب کی یہ تقریر کمپنی کے ہزارہا خریداروں اور ان کے دوستوں نے سنی ؛

عہدیداروں کی تبدیلی

مختلف جماعتیں سارے سال میں اپنے عہدیداروں کی تبدیلی کی اطلاع دیتی رہتی ہیں۔ اور گزٹ میں چھپوائی جاتی ہیں۔ اگر تمام انجمن ہائے اپریل کے آخر میں عہدیداروں کا انتخاب کر کے مجھے بھیج دیں۔ تو احمدیہ گزٹ کے پہلے نمبر یعنی مئی میں یہ تمام پتے شائع کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد جو تبدیلی ہو۔ وہ بھیج دی جائے۔ باقی عہدیدار سارے سال کے مقرر ہیں۔ اور ان کے پتے سال بھر محفوظ رہیں۔ اس طرح تلاش کرنے میں بھی آسانی ہوگی ؛

ذو الفقار علی خان۔ ناظر اعلیٰ
قادیان دارالامان

پرنس آف ویلز کالج ڈیرہ دون کا داخلہ

(سرکاری اعلان)

(۱) پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں چند خالی آسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں ؛

(۲) ان آسامیوں کے لئے امیدواروں کی عمر یکم جون سنہ ۱۹۲۹ء کو ۱۱ اور ۱۲ برس کے درمیان ہونی چاہیئے ؛

(۳) اس کالج میں ان ہندوستانی نوجوانوں کو جو از ان بعد رائل ملٹری کالج سینڈہرسٹ میں ہندوستانی فوج میں کمیشن لینے کی غرض سے داخل ہونے کے خواہشمند ہوں۔ انگریزی طریقوں پر پبلک سکول کے معیار کی تعلیم دی جائے گی۔ یہ کالج ان کے لئے ہے۔ جو فوجی ملازمت کو عمر بھر اپنا پیشہ بنانا چاہتے ہوں۔ اور امیدواروں کے والدین یا سرپرستوں سے اسی مضمون کا تحریری اقرار نامہ لیا جائے گا۔ لیکن کالج میں تعلیمی نصاب اس قسم کا ہوگا۔ کہ اگر لڑکا کما امتحان میں جو رائل ملٹری کالج سینڈہرسٹ میں داخلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے لیا جائے گا۔ فیل بھی ہو جائے۔ تو یونیورسٹی کا انٹرنس کا امتحان پاس کرنے کے اس طرح قابل ہوگا۔ کہ گویا وہ کسی معمولی سکول میں تعلیم حاصل کرتا رہا ہے۔ اینگلو انڈین امیدوار بھی نامزد کئے جانے کے اہل ہیں ؛

(۴) امیدواروں کو کسی مستند ڈاکٹر (میڈیکل پریکٹیشنر) سے اس مضمون کا سارٹیفکیٹ حاصل کرنا ہوگا۔ کہ وہ ہر ایک اعتبار سے جسمانی طور پر داخلہ کے لائق ہیں ؛

(۵) جن طلباء کو داخل کیا جائے گا۔ ان کی ہر تعلیمی سال کی فیس ۱۵ روپیہ ہوگی۔ یہ فیس رعایتی شرح پر ہے۔ اور اگر آئندہ حالات کا تقاضا ہوا۔ تو اس میں ایزادی کی جا سکتی ہے۔ اس فیس میں پڑھائی طعام سکول کے ملازموں کی تنخواہ۔ کپڑوں کی دھلائی۔ مرمت اشیاء وغیرہ اور معمولی قسم کی طبی خدمات کا خرچ شامل ہے۔ نیز اس میں فوجی وردی کے ایک سوٹ کا ابتدائی خرچ شامل ہے۔ جو طلباء کے لئے پہننا ضروری ہے۔ جو امیدوار مصدقہ خدمات والے ہندوستانی افسروں کے لڑکے ہیں۔ اور جن کی لوکل گورنمنٹ کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ اور جنہیں ہز ایکسیلنسی جناب کمانڈر انچیف نے نامزد کیا ہو۔ ان کی فیس ہر خاص صورت میں ہز ایکسیلنسی ممدوح مقرر فرمائیں گے۔ سالم نصاب کے لئے پوری فیس وصول کی جائیگی تاوقتیکہ والدین یا سرپرست کالج کے حکام کو کیڈٹ کا نام واپس لینے کے متعلق سالم ٹرم (میعاد) کا نوٹس نہ دیں ؛

(۶) ضروری ہے۔ کہ جملہ درخواستیں اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے جس میں امیدوار عام طور پر اقامت رکھتا ہو پیش کی جائیں۔ ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کا صحیح فارم اور داخلہ کے متعلق مزید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں ؛

(۷) موجودہ آسامیوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں کی معرفت تمام درخواستیں صاحب پرائیوٹ سیکرٹری ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر کے دفتر میں ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء تک پہنچ جانی چاہیئیں۔ اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔ درخواستوں کے ساتھ مندرجہ ذیل تفصیلات شامل ہونی چاہیئیں ؛

(ا) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والدین یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ میں فوجی ملازمت کو درخواست کنندہ کا مستقل پیشہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں (ب) عمر کا ثبوت (ج) جسمانی قابلیت کے متعلق طبی سارٹیفکیٹ (د) تحریر جو قاعدہ ۲۳ کے ماتحت ضروری ہے اور (ھ) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ میرا لڑکا یا ولی غیر شادی شدہ ہے۔ اور کہ وہ جب تک کالج میں اور نیز رائل ملٹری کالج سینڈہرسٹ میں بطور کیڈٹ کے رہے گا۔ شادی نہیں کریگا ؛

(۸) تمام درخواست کنندوں کو ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر اور سلیکشن کمیٹی (مجلس انتخاب) کے ساتھ ملاقات کے لئے ۱۴ مئی سنہ ۲۹ء کو بمقام گورنمنٹ ہاؤس لاہور بوقت دس بجے قبل دوپہر حاضر ہونا چاہیئے۔

مظفر خان (ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

دس روپیہ سے بھی ایک بڑی تجارت ہو سکتی ہے

دس ہزار آدمی اگر دس دس روپیہ دے دیں۔ تو ایک لاکھ روپیہ کا سرمایہ جمع ہو سکتا ہے اور اس مشترکہ سرمایہ سے بڑے پیمانہ پر کوئی مفید تجارت کی جاسکتی ہے لیکن ایسی مشترکہ تجارتوں کے لئے گورنمنٹ نے ایک خاص قانون بنا رکھا ہے جس کا نام کمپنیوں کا قانون ہے۔ اس قانون کا مقصد یہ ہے۔ کہ جو لوگ اس قسم کی مشترکہ تجارتوں میں شریک ہوں۔ ان کے حقوق کی نگرانی کی جائے۔ اور اس کے منتظمین پر ایسی پابندیاں عائد کر دی جائیں۔ کہ انکے لئے بے ایمانی اور دغا بازی بہت مشکل ہو جائے اسکے علاوہ کمپنیوں کے قانون نے مشترکہ کاروبار کے لمیٹڈ کر دینے کا بھی ایک نہائت مفید طریقہ جاری کیا ہے۔ جسکا یہ مقصد ہے۔ کہ جو لوگ کسی لمیٹڈ مشترکہ کاروبار میں شریک ہوں ان کو اس کاروبار کیوجہ سے کبھی اتنا نقصان نہ برداشت کرنا پڑے جس کے برداشت کرنیکے لئے وہ خود تیار نہ ہوں۔ مشترکہ کاروبار میں محدود ذمہ داری نقصان کا یہ مفید اصول جاری ہو جانیسے دُنیا کو عظیم الشان مالی تمدنی اور اقتصادی فوائد حاصل ہوئے ہیں متمدن قومیں مشترکہ سرمایہ کی لمیٹڈ کمپنیاں قائم کر کے اپنے تمول اور سیاسی اقتدار میں روز افزوں اضافہ کر رہی ہیں۔ ہم بھی ان تمام فوائد کو حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم لمیٹڈ کمپنیوں کے معاملات سے واقفیت اور دلچسپی پیدا کر لیں۔ اور محدود ذمہ داری کی مشترکہ تجارتوں کے فروغ دینے میں تنگ نظری اور پست ہمتی سے کام نہ لیں۔ دہلی میں ۱۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو مشترکہ سرمایہ کی ایک لمیٹڈ تجارتی کمپنی اشاعت و طباعت کتب وغیرہ کے کاروبار کیلئے "دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ" کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ آپ اس کمپنی کا پراسپکٹس یعنی ترغیب نامہ شراکت فوراً منگا کر پڑھیں۔ تاکہ اس کمپنی کے حالات و معاملات سے پوری آپ کو واقفیت ہو اور اگر پراسپکٹس پڑھنے کے بعد مناسب سمجھیں۔ تو حسب مقدرت اس مشترکہ تجارت میں تھوڑا بہت سرمایہ لگا کر شریک ہو جائیں۔ ابھی ایک کارڈ پراسپکٹس کے لئے ذیل کے پتہ پر لکھ دیجئے :-

مینجنگ ڈائرکٹر دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی

بہترین مشین سیویاں (ایجاد)

نکل پلیٹڈ۔ خوبصورت۔ پائیدار۔ کم قیمت اور با افراط کام دینے والی

اس سے بہتر مشین سیویاں دنیا بھر میں نہ مل سکیگی

مختصر پرزے — تھوڑا وزن

چھوٹا بچہ بھی بخوبی چلا سکتا ہے

موٹی و باریک دو چھلنیاں ہر مشین کے ہمراہ

قیمت سائز کلاں ۲ انچ قطر ۱۲؎ سائز خورد ۱½ انچ قطر ۸؎

محصول ڈاک علاوہ

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمد بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

اگر آپ اپنی تجارت

کو

ممالک متوسط۔ برار اور سنٹرل انڈیا

(ریاست بھوپال۔ گوالیار اندور وغیرہ)

میں

ترقی دینا چاہتے ہیں تو ہم سے خط و کتابت کیجئے

(اس علاقہ میں ہمارے ایجنٹ باقاعدہ پھرتے رہتے ہیں)

سی پی۔ اسٹورز۔ صدر بازار ناگپور

ناظرین کرام نوٹ کر لیں

شریف فارمیسی ٹیکل ہال وزیر آباد (پنجاب) کا تیار کردہ

"عرق طحال"

تلی لیبہ طحال نا پ تلی کیلئے

بہترین علاج ہے

ضرورت ہے

ایسے مڈل وانٹرنس پاس کی جو کہ ٹیلیگراف واسٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں۔ مفصل حالات دو آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں :-

امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

پشاور اور بخارا کے مشہور

خصوصی تحائف

ہر قسم کی شہدی و پشاوری لنگیاں و ہر ایک رنگ و ڈیزائن کے بخاری قناویز ہر ایک قسم کے شہدی و بخاری رومال ہر ایک قسم زردہ دار و سلمہ ستارہ کے پشاوری کلاہ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا ناپسندی پر محصول ڈاک کاٹ کر قیمت واپس دی جائیگی

المشتہران

میاں محمد غلام حید احمدی جنرل مرچنٹس۔ کریم پورہ پشاور

مفت!!

۱۹۲۹ء کا رنگین کیلنڈر۔ آپ کا حلفیہ وعدہ آنے پر کہ جو اشتہارات اسکے ساتھ بھیجے جاوینگے۔ آپ ان کو بڑی احتیاط اور کوشش سے اپنے علاقہ کی دکانوں پر چسپاں کرا دینگے۔ بالکل مفت بھیجا جائیگا

المشتہر

حافظ غلام رسول میڈیکل ہال وزیر آباد (پنجاب)

حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا ضرور استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ (مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے) کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں اس بیماری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولینا مولوی نورالدین صاحب طبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گود بھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔

قیمت فی تولہ عہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں حلق سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں اور منہ خوشبودار رہتا ہے

قیمت فی شیشی بارہ آنہ (۱۲ر)

سرمہ نورالعین

اس کے اجزا موتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند غبار جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیس دار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گری ہوئی پلکوں کو تندرستی دیتا [illegible] بال از سر نو پیدا کرتا اور زیبائش دیتا [illegible]

قیمت فی شیشی دو روپے (عا)

المشتہر نظام جان عبداللہ جان دواخانہ معین الصحت قادیان

غور سے پڑھئے

آپکے فائدہ کی بات ہے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور چلنے پھرنے سے لاچار۔ ذرا سے کام سے دم چڑھ جاتا کمی خون۔ کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا اشتہا کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت۔ ان کے لئے "عرق نور" اکسیر ہے۔ اور امراض تلی کے لئے تریاق۔ موسمی بخار کے ایام سے پہلے اس کا استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفیٰ خون اعلےٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے۔ ویسا ہی تندرست کے لئے مفید ہے۔ جس قدر عرق پیا جائے اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ساتھ بھیجا جاتا ہے

قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے "عرق نور" مجرب المجرب ہے

اس کے استعمال سے ماہواری خرابی اور قلت خون۔ درد وغیرہ دور ہو کر بچہ دانی قابل تولید ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کرا کر مایوس یا بدظن ہو گئے ہیں تو آپ اسٹامپ کریں کہ ایک اقرار نامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہان تحریر کر کے کہ ہم موعد "عرق نور" کو مبلغ اسی روپیہ بعد حصول اولاد ادا کرینگے۔ کسی قسم کا عذر نہ ہوگا۔ بھیج دیں۔ تو ہم آپ کو مفت دوائی روانہ کر دینگے۔ صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا پڑے گا۔

نقد قیمت ۸۰ خوراک دوائی بمعہ تسافہ قیمت للعہ

درد شقیقہ:۔ ایک منٹ میں آرام قیمت (عہ) شیشی ایک اونس

درد گردہ:۔ پندرہ منٹ میں آرام قیمت ایک تولہ دو روپے (عا) خوراک ایک ماشہ

درد عصابہ یا سیل: دو منٹ میں آرام قیمت دو روپیہ (عا) شیشی دو اونس بمعہ عدد گولیاں

بواسیر خونی:۔ ہر سہ قسم (دوائی خوردنی اور لگانیکی) سے ۔۔ تک مطابق مرض

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ قادیان پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت

ایسی مفید اور مجرب دوا ہے۔ کہ ولادت کے وقت اسکے استعمال کرنے سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ولادت کی مشکل گھڑیاں نہایت آسان ہو جاتی ہیں۔ اور بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے اور بعد ولادت جو زچہ کو کئی کئی دن تکلیف درد ہوتا ہے وہ بھی بفضل خدا بالکل نہیں ہوتا۔

مینجر شفاخانہ دلپذیر برسالوالی ضلع سرگودھا قیمت معمولڈاک [illegible]

چراغ زندگی کیا ہے؟ آنکھیں

ناک۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں سب کو ان کی رفاقت کی ضرورت ہے کیوں؟ اس لئے کہ انمیں کوئی نقص ہو۔ تو دنیا اندھیر ہو جاتی ہے انکے بغیر نہ خوبصورتی قائم نہ انسان چل پھر سکے۔ نہ کوئی اور کام ہو سکے مگر کس قدر افسوس ہوگا اگر معمولی سرمہ ڈالکر ان کو خراب کر لیا جائے جبتک تجربہ نہ کر لو۔ کوئی سرمہ نہ برتو۔ آپکے تجربہ کیلئے ہم ۔۔۔ اپریل سرمہ اکسیری کی بالکل مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیج کر مفت نمونہ جلد طلب کریں۔ نمونہ بیرنگ نہ بھیجا جائیگا قیمت فی تولہ (عہ)

ناصر برادرس محلہ دار الفضل قادیان

ضرورت رشتہ

میرے ایک مخلص احمدی بھائی عمر تقریباً ۲۸ سال برسر روزگار تعلیمیافتہ شریف خاندان پابند صوم وصلوٰۃ کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ جو امور خانہ داری سے واقف حسن صورت کے علاوہ حسن سیرت اور تھوڑی بہت تعلیم یافتہ بھی ہو۔ کم از کم قرآن شریف خواندہ ہو۔ خط وکتابت:۔ معرفت منشی نور احمد سکرٹری جماعت احمدیہ دیہ [illegible] تعلقہ سنجورہ ضلع نواب شاہ (سندھ) ہونی چاہیئے

وصیت

نمبر ۲۹۴۸:۔ میں عبدالاحد مولوی فاضل ولد عبدالرحمن صاحب قوم سواتی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد (۔۔) روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد:۔ عبدالاحد مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ
گواہ شد:۔ محمد صادق مولوی فاضل
گواہ شد:۔ علی محمد اجمیری مولوی فاضل

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۸- اپریل۔ آج راجپال کی ارتھی کا جلوس نکالا گیا۔ صبح سے ہی لوگ جوق در جوق ہسپتال میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ عورتیں بھی سینکڑوں کی تعداد میں وہاں پہونچ گئیں۔ ہسپتال کا صحن آدمیوں سے پُر نظر آتا تھا۔ پولیس بھی وہاں غیر معمولی تعداد میں موجود تھی۔ پونے آٹھ بجے کے قریب راجپال کی نعش لائی گئی۔ لوگوں نے "راجپال کی جے۔ ہندو دھرم کی جے" کے نعرے لگائے۔ نعش کا منہ کھلا رکھا گیا تھا۔ جلوس کے دونو طرف پولیس جا رہی تھی۔ تمام شرکائے جلوس کے سر ننگے تھے۔ جلوس میو ہسپتال سے نکل کر سڑک پر پہونچا۔ نیلہ گنبد کے راستے انارکلی بازار میں ہوتا ہوا راجپال کی دوکان پر گیا۔ اور ادھر گرسینلا منڈر سے سرکلر روڈ کے راستہ چوک لوہاری۔ موری اور بھاٹی دروازہ سے گذر کر راوی روڈ پہونچا۔ اور گورونت بھون کے آگے سے گذر کر شمسان بھومی میں داخل ہوا۔

لاہور ۹- اپریل۔ نتو نامی ایک شخص کو راجپال کے قتل کے سلسلہ میں زیر دفعات ۳۰۲/۱۰۹ ضابطہ فوجداری پولیس نے گرفتار کر کے حراست میں لے لیا ہے۔ نتو مہاشہ راجپال ہی کے مکان میں رہتا تھا۔

راولپنڈی ۹- اپریل - آج صبح کراچی میل (ڈاؤن) کے انٹر کے ڈبہ سے زن و شوہر کی دو لاشیں برآمد ہوئیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بابو فقیر چند (ریلوے ملازم) اپنی اہلیہ اور خورد سال بچوں کے ساتھ سکھر سے راولپنڈی آ رہے تھے دوران سفر میں منڈرا جنکشن کے قریب کوئی مسلح ڈاکو زیور لوٹنے کی نیت سے ان کے ڈبہ میں پہونچا۔ اور ریوالور کے فیر سے ان کا خاتمہ کر دیا۔ قریب ۵ ہزار روپے کے زیورات و سامان لوٹا گیا۔ صرف سات سال کا بچہ جو بابو فقیر چند کے ساتھ تھا۔ وہی ایک عینی شاہد ہے۔ مگر غریب اتنا سہما ہوا۔ اور آزردہ ہے کہ مصیبت کی داستان بھی بیان نہیں کر سکتا۔

کلکتہ ۹ اپریل۔ یکشنبہ کو ٹامی جہاز نے جو مشرق اقصے سے آ رہا تھا۔ بے تار برقی کے ذریعہ خبر دی۔ پولیس کمشنر نے ایک کشتی پر سوار ہو کر جہاز کو ساحل سے چھ میل کے فاصلہ پر جالیا۔ جہاز پر سات آدمی گرفتار کیے گئے۔ اور ڈیڑھ من یعنی ۲۰۴۰ ،۱۶ اونس کوکین پکڑی گئی۔ جس کی قیمت کا اندازہ ۲ لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔ اس گروہ کا لیڈر سمندر میں چھلانگ لگا کر بچ گیا۔

حیدر آباد سندھ ۸- اپریل۔ "مقامی ٹیڈرز" کا نامہ نگار ڈبلن سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ آئرلینڈ کی تحریک آزادی کار اہنما ڈی ویلرا چند ماہ کے لئے ہندوستان آنے کا ارادہ ظاہر کر رہا ہے۔

لکھنؤ ۸- اپریل ضلع کانپور کے موضع پادری میں ایک شخص کے ہاں آگ لگی۔ اور وہ بسرعت اردگرد پھیل گئی۔ اہل گاؤں کھیتوں میں گئے ہوئے تھے۔ کہ وہاں انھیں آگ کے شعلے نظر آئے۔ اور کوئی امداد پہونچنے سے پیشتر کئی جھونپڑیاں جلکر تودۂ خاک ہو گئیں۔ قریباً ۵۰ مکانات راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ اور چار سو افراد خانمان برباد ہو گئے ہیں۔

نئی دہلی ۱۰- اپریل۔ حاجی عبداللہ ہارون کے ہاں گذشتہ شب کو چوری کی واردات ہو گئی۔ اور بیس ہزار روپے کے زیورات چرا لئے گئے۔ پولیس تحقیقات میں مصروف ہے۔

لاہور ۱۰- اپریل۔ آج ½ ۱۰ بجے کے قریب لاہور سنٹرل جیل میں علم دین ملزم کے خلاف زیر دفعہ ۳۰۲- تعزیرات ہند مسٹر لوئس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں راجپال کے قتل کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ استغاثہ کی طرف سے رائے صاحب مہتہ ایشر داس کورٹ ڈی۔ ایس۔ پی پیروکار تھے۔ ملزم کی طرف سے شروع شروع میں کوئی وکیل پیش نہ ہوا۔ مگر ۱۲ بجے کے قریب مسٹر فرخ حسین بیرسٹر کمرۂ عدالت میں تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ میں ملزم کی طرف سے وکیل ہوں۔ آپ نے عدالت سے درخواست کی۔ کہ ملزم کو صفائی پیش کرنے کے لئے موقعہ دینے کے لئے مقدمہ کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ نیز کہا۔ کہ میں ہائیکورٹ میں ملزم کی طرف سے مقدمہ کے انتقال کے لئے درخواست دینا چاہتا ہوں۔ اس لئے مقدمہ ۱۶- اپریل تک ملتوی کر دیا گیا۔ عدالت نے گواہان استغاثہ کے بیانات قلمبند کئے۔

نیو دہلی ۱۱- اپریل۔ آج اجلاس اسمبلی کے وقت پولیس کے غیر معمولی انتظامات تھے۔ چپہ چپہ پر پولیس کے سپاہی اور افسران کھڑے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ وزیٹروں کو باہر سڑک پر ہی روک دیا جاتا تھا۔ تاوقتیکہ ٹکٹ نہ دکھائیں۔ اس لئے وزیٹروں کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ مشکل سے ۵۰-۶۰ ہونگے پرسوں کے حادثہ بمب کے اسمبلی ہال میں کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اجلاس ٹھیک ۱۱ بجے شروع ہوا۔ ممبران کافی تعداد میں شریک تھے۔ سب سے پہلے پریذیڈنٹ صاحب نے حادثہ بمب کے خلاف کرسیٔ صدارت کی طرف سے مذمت کا رزولیوشن پیش کیا۔ ازاں بعد آپ نے اپنا رولنگ جس کا اتنے دنوں سے انتظار ہو رہا تھا۔ پڑھنا شروع کیا۔ آپ کا رولنگ چھ ٹائپ شدہ فلس کیپ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ان تمام اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو گورنمنٹ نے پریذیڈنٹ کے اختیارات کے بارے میں اپنے بیان میں کئے ہیں۔ اور آخر میں یہ قرار دیا گیا۔ کہ وہ پبلک سیفٹی بل پر بحث جاری رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ جب تک میرٹھ کا مقدمہ سازش زیر سماعت ہے۔ آپ نے اپنے رولنگ میں یہ بھی کہا۔ کہ گورنمنٹ کا یہ یقین دلانا۔ کہ وہ کوئی ایسی بات نہیں کہے گی۔ جس کا مقدمہ زیر سماعت پر اثر پڑ سکے۔ بالکل بے معنی ہے۔ جبکہ اس نے خود ایسے مقدمہ پر مقدمہ چلا کر پبلک سیفٹی بل کی آزادانہ بحث میں روک ڈالی ہے رولنگ دے چکنے کے بعد آپ نے ہز ایکسیلنسی لارڈ اروِن گورنر جنرل کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں گورنر جنرل نے اعلان کیا تھا کہ وہ ۱۲- اپریل کو ۱۱- بجے ممبران اسمبلی کو ایڈریس کرنا چاہتے ہیں۔

نئی دہلی ۱۰- اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اسمبلی کے چند ممبران کو ہندوستانی جمہوری فوج نمبر ۲ ہرم راج کے دستخطوں سے خطوط ملے ہیں۔ جن میں ان کو گولی سے ہلاک کر ڈالنے کی دھمکی دی گئی ہے۔ چند ممبران نے حکام پولیس کو اس کی اطلاع بھی کر دی ہے۔

پشاور ۱۱- اپریل۔ شاہ امان اللہ کے تحت میں اس وقت ۹۳ ہزار سپاہ ہے۔ یہ سپاہ دو حصوں میں منقسم ہے۔

دہلی ۱۰- اپریل۔ چدانند ایڈیٹر شدھی سماچار کا مقدمہ سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پھر پیش ہوا۔ مختلف گواہان کی شہادتیں قلمبند کرنے کے لئے ایک کمیشن کی تقرری منظور کی گئی۔ اور مقدمہ ملتوی ہوا۔

ممالک غیر کی خبریں

برلن ۸- اپریل۔ آج اعلان کیا گیا۔ کہ صدر جمہوریہ جرمنی ہینڈن برگ ایک ہفتہ سے بعارضہ انفلوانزا بیمار تھے۔ اب وہ تشویش کے دورے سے گذر چکے ہیں۔

برلن ۹ اپریل۔ ایک جرمن تجارتی کوٹھی کے ایک ایجنٹ نے اپنی ماہوار رپورٹ کرتے ہوئے ایک دلچسپ کہانی بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ایک ہاتھی کے شکاری نے چند درختوں کے درمیان بندروں کا جھرمٹ دیکھا۔ اس نے ایک بندر پر گولی چلائی۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ یہ ایک حبشی عورت ہے۔ جو مادر زاد برہنہ ہے۔ اور اس کے جسم پر معمولی گندہ کاری نہیں کی ہوئی۔ حکام نے اس راز کی تحقیقات کی۔ تو وہ اس نتیجہ پر پہونچے۔ کہ یہ عورت بندروں میں پلی۔ اور انہی میں رہتی سہتی ہوگی۔

رگبی ۹ اپریل۔ سیاسی جماعتوں نے اب تک پارلیمنٹ کے لئے ۱۶۴۰- امیدوار کھڑے کئے ہیں۔ اگلے انتخاب میں جو آخر مئی میں منعقد ہوگا۔ مجموعی طور پر ۶۵- عورتیں امیدوار ہیں۔

لنڈن ۹ اپریل۔ بمبئی اور کراچی کا ایک جہاز سٹی آف شملہ ہل پہونچا۔ اس کا مال اتارا جا رہا تھا۔ کہ جہاز میں آگ لگ گئی۔ جس سے ۶۰ ہزار پونڈ کا تمام مال جلکر تباہ ہو گیا۔ آٹھ آدمی جہاز کے مال گودام میں کام کر رہے تھے۔ کہ گیس سے بیہوش ہو گئے۔ جہاز پر روئی اور ریشم لدا ہوا تھا۔

رگبی ۸- اپریل۔ ڈاکٹر حافظ عفیف بے وزیر امور خارجہ آج شام لنڈن پہونچ گئے۔ اور وزیر خارجہ برطانیہ نے سٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔

رگبی ۹- اپریل۔ پارلیمنٹ کے انتخابات مئی میں ہونے والے ہیں سیاسی جماعتوں نے ابھی سے اپنے اپنے امیدوار چن لئے ہیں۔ جو انتخابات میں کھڑے ہونگے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔